



**SHAMS-UL-ISLAM,**

**BHARA (Punjab.)**



# مسلمین کے لئے دعا

(طاہرات)

سید کل خضر آدم تجھے یہ ہوں لاکھوں سلام  
 پوئی کوئین بولائے جہاں، ختم الرسل  
 کائنات دہر موجودات عالم کی ہے آج  
 عجاہر ہر دوسرا دشا فاع و رذہ جند  
 صباوق و مصطفیٰ و مامون و امین و مصطفیٰ  
 خمر زول اور عاصیوں کا ہے سہارا تیری ذات  
 آخری دم بھی زبان پر اُٹھتی کا لفظ تھا  
 اے بنی السیف! ہم کو شجرہ بزدل کر گئی  
 پھر بنا ہم کو مکرم تجھے یہ ہوں لاکھوں سلام

## وہ زمانہ ہوا ہوا

(طاہرات)

عشق کی بیساریاں جاتی رہیں  
 ہو گئی معلوم قدر عافیت  
 ہے سواری کے لئے عیسیٰ کا خیر  
 تا بکے چندے پہ کھٹی نہ ندگی  
 گل کھلاؤ دئی کے جب ایوان میں  
 چوت کے جب ٹوکرے آنے لگے  
 لال پانی کی ہے یہ تاثیر دیکھ  
 حسن کے ادنیٰ کرم کے فیض سے  
 عشق کی ناچاریاں جاتی رہیں

# انسان کی نفسی و قلبی حالت

(از مولانا ذی برالحق مدظلہ العالی)

میں بیماری ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے مرض کو بڑھا دیا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اس سبب ہے کہ وہ اللہ کی آیتوں اور احکام کو بھٹکتے تھے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ وہ جو زبان سے تو ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کا اقرار کرتے ہیں اور مومن ہونے کے مدعی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ مومن نہیں۔ اس لئے کہ ان کا عمل ایمان کے مطابق نہیں، وہ پورے طور پر احکام الہی کے مطیع و منقاد نہیں مطلب پرست ہیں۔ اعراض کے بندے ہیں۔ اپنے ذاتی مفاد کے پیجاری ہیں۔ اللہ کا حکم ماننے اور اس کی اطاعت کرنے میں اگر ان کو اپنا کچھ فائدہ نظر آئے تو پورے دیندارانہ زعم کے ساتھ شریعت پر عمل کرتے ہیں۔ اور اگر اطاعت الہی کی راہ میں کوئی خطرہ اور نقصان نظر آئے تو پھر احکام شریعت کو پورا اعتقاد اور عزت و احترام کے ساتھ طاق نسیان پر دھردیتے ہیں اور مومن کے مومن بھی بنے رہتے ہیں۔ درحقیقت حق پرستی نہیں بلکہ نفس پرستی ہوتی ہے۔ ایمان کا تقاضا حق پرستی اور نیک عمل ہے۔ جو شخص ایمان کے دعویٰ کے بعد حق پرستی اور نیک عمل کا راستہ اختیار نہیں کرتا تو حق پاک کے نزدیک وہ مومن نہیں بلکہ منافق ہے۔ اور اسی کا نام دل کی بیماری ہے۔

تو ان میں تو کیا اس لئے آیا ہے کہ ایمان و عمل

انسانوں کے رہبر اعظم، رحمت عالم، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد گامی ہے: "جسم انسانی میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ درست رہے تو تمام جسم صحیح رہتا ہے۔ اور اگر وہ بگڑ جائے تو اس کے بگڑنے سے تمام جسم بگڑ جاتا ہے اور جان لو کہ وہ قلب ہے۔ اس ارشاد اعلیٰ میں دنیا کے انسانوں کو سعادت و شقاوت کا وہ نکتہ و دلائل بتلادیا گیا ہے کہ اگر اس زمانہ کے انسان عموماً اور مسلمان خصوصاً توجہ کریں تو اپنے مقصد حیات کو پا سکتے ہیں۔ مگر آہ خدا سے غافل خدا کے مشکور اور خدا کے باغی انسان اس قابل کہاں رہے ہیں کہ وہ خدا و رسول کی کوئی بات سن سکیں۔ تاہم سچے ایمانداروں اور اسلام کے مبلغداروں کا فرض ہے کہ وہ اس دور الحاد و فتنہ میں انسانوں کو اسلام کی دعوت دیں اور اللہ کی طرف بلائیں اس میں انسانوں کی فلاح و نجات ہے لیکن ان گزشتہ بات میں میرے مخاطب صرف مسلمان ہیں۔ انہیں غور و فکر کرنا چاہیے کہ ان کی نفسی و قلبی حالت کیا ہے؟

## نفس انسانی کی تین حالتیں

(۱) نفس امارہ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور بعض انسان وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر عزم و حرکت کے دن پر ایمان لائے جلاں کہ وہ ایماندار نہیں ان کے دل اور

صالح کے ذریعہ قلب و روح کی اس بیماری کا علاج کرے  
انسانوں کو روحانی و اخلاقی زندگی تروتازہ گی اور طاقت  
و توانائی بخشنے۔ یہ چیز اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ خدا  
رسول، قرآن اور شریعت پر ایمان لائے والے اپنی پوری  
کی پوری زندگی قانونِ الہی کی پیروی کے لئے وقف کر دیں  
یعنی معتقدات و عبادات اخلاق و آداب، معیشت و معاشرت  
اور سیاست و تمدن وغیرہ تمام معاملات میں انفرادی و  
اجتماعی طور پر اسلامی مسلک و نظریہ اختیار کریں اور  
اگر وہ ایسا کریں کہ کسی معاملہ میں کفار و مشرکین کے  
طور طریقے اختیار کر لیں تو پھر وہ بچے اور کامل مومن  
نہیں بلکہ منافق ہیں اور دونوں کے مریض۔

قلب و روح کی جتنی بھی بیماریاں ہیں، وہ سب الحاد  
و افکار اور توہم و سوسائٹی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور  
انسانوں کو بے عمل، عیاشی و بدکاری اور معیشت و شقاوت  
میں مبتلا کرتی ہیں۔ آج مسلمانوں کو مغربی تہذیب،  
مغربی علوم و فنون اور مغربی سیاست نے انہی بیماریوں  
میں مبتلا کر رکھا ہے۔ ان کے دلوں کی سیٹی اُچڑ گئی ہے  
فطرۃ کا نور جاتا رہا ہے۔ تمدن افکار و اعمال سے  
قلب و ضمیر مردہ ہو گئے ہیں۔ صرور و راحت قلبی کا نشان  
تک نہیں ملتا ایمان کے بدھی گئے ہیں میناک و نڈر  
میں تمیز و احساس تک مٹ چکا ہے۔ وہ ہنستیں مسخ  
ہو چکی ہیں اصلاح سے نفرت اور افسانہ دہشت افیت  
ہے۔ پوری کی خواہش نے نیکی کی حرص کو ختم کر دیا ہے  
اور مسلمانوں کو نہ اچھائی پر خوشی ہے اور نہ برائی پر غم ہے  
ان کی مذہبی و اخلاقی موت ہے جو اسلامی آبادیوں پر

طاری ہے۔ اسی کو قرآن نے کہا ہے۔

کَلَامٌ رَّانٌ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَا فَا یَكْسِبُوْنَ

قلوب کو خدا کی نافرمانیوں نے مسخ کر دیا ہے۔ ان پر گناہوں  
کی بیماری چھائی ہوئی ہے۔ اسی حالت کو قرآن نے نفسِ مارو  
سے تعبیر کیا ہے۔

اِنَّ النَّفْسَ لَا تَمَارًا بِالْاَسْوَدِ تَحْقِیْقِ نَفْسِ بَرَّائِیُوْنَ  
کی طرف کھینچنے والا ہے۔

ہمیں جاننا چاہیے کہ اور شر میں نفسِ برائیوں کی طرف  
کھینچ رہا ہے اور ہم کھینچ رہے ہیں گناہوں کے سیلاب میں  
بے چلے جا رہے ہیں۔ نفس کے مقابلہ میں بے دست و پا ہیں  
نیکی و اصلاح کے وعظ کچھ فائدہ نہیں دے رہے ہیں کہیں  
اور خانقاہیں کچھ کام نہیں آ رہی ہیں۔ اور علماء و مشائخ  
کچھ بھی نہیں کر سکتے کیوں؟ اس لئے کہ دنیا کی امامیت  
دسرداری اور سربراہ کاری کفار و مشرکین کے ہاتھ میں  
ہے۔ اور مسلمان انہی کے حکام و اعمال کی پیروی کر رہے  
ہیں۔ اور اسلامی نظام کہیں بھی نہیں اور طوغوتی نظام  
سادہ دنیا پر چھایا ہوا ہے۔ پھر کیوں نہ ہم نفسِ مارو کے  
قربید ہوں۔

(۴) نفسِ نوا مہ۔ دنیا میں جب کبھی وہ حالت ہو جو اوپر  
بیان کی ہوئی ہے تو وحی الہی کی روشنی اور ہدایت الہی کو  
لے کر ایمان حق و صداقت اُٹھتے ہیں اور نفس سکے  
بندوں کو اللہ کی بندگی کی طرف بلا تے ہیں نفسِ مارو  
کے پیرو اللہ کی بندگی کی دعوت کو سن کر ناک بہون چڑاتے  
ہیں۔ اس میں کیڑے ڈالتے ہیں مختلف حیلوں بہانوں سے  
راہ حق سے کتراتے ہیں شکوک و اعتراضات سے چھڑاتے

حق کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں۔ جہل و نادانی کے اوچھے تھما دلوں سے اسلامی فکر و عمل پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ اور بالآخر مخالفت اور دشمنی پر آتے ہیں کیونکہ اسلامی دعوت سے ان کا ذاتی فکر و عمل مجروح ہوتا ہے۔ ان کی قیادت و رہنمائی خطہ میں پڑ جاتی ہے اور ان کے ان اغراض و مفاد اور حقوق پر قرب لگتی ہے جو ان کو نظام باطل کے ماتحت کفر کی غلامی اور نفس کی پیروی کی وجہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ حتی المقدور نفس امارہ

کی حالت میں ہی رہنا چاہتے ہیں۔  
مگر بعد الفطرت انسان میں قبویستد حق کی ذرا سی صلاحیت بھی باقی رہتی ہے وہ آواز حق کو سن کر ظلمت سے باہر قدم نکالتے ہیں۔ ان کی فکری قوت بیدار ہو جاتی ہے احساس امتیاز خفا جاگ اٹھتا ہے۔ فطرت کی بجھتی جوتی روشنی ٹٹلنے لگتی ہے حق کی طلب و تمنا اور باطل سے نفرت و بیزاری محسوس ہونے لگتی ہے۔ برائی سے بچنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ مگر جو تکملہ ذہن سے ابھی بھی متوہ ہوتی ہے اس لئے اپنے پیروں پر کھڑی نہیں ہو سکتی اچھائی کی آرزو بھی کروٹ بدلتی اور اپنا نشوونما پاہتی ہے۔ نیکی سے خوش ہونے لگتی ہے اور بدی و بے راہی سے تمکین ہوتی ہے۔ اور خدا کی نافرمانی پر نفس طاعت کرنے لگتا ہے۔ یہ ہے نفس لوامرہ وَلَا اَقْسِمُ بِالْانْفُسِ الْاَلْوَامِرَةِ قرآن حکیم نے اپنے مخصوص ملزمین اس اندرونی شہادت اور حالت کی طرف انسان کی توجہ دلائی ہے۔

جب نفس امارہ نفس لوامرہ کی حالت میں آجائے تو ضمیر نیکی کا فتویٰ دینے لگتا ہے۔ بدی دل میں کھٹکے لگتی

ہے۔ نافرمانی پر ندامت ہوتی ہے۔ تو وہ استغفار کا ہنر و قوی ہونے لگتا ہے نیکیاں زیادہ اور برائیاں کم ہونے لگتی ہیں۔ اس حالت میں انسان انابت الی اللہ کے کسی مقام میں پھنس کر نہ رہ جاتے تو پھر نفس آگے کی منزل میں قدم بڑھا دیتا ہے۔

(۳) نفس مطمئنہ آگے کی منزل یا حالت نفس مطمئنہ ہے یعنی کہ قلب میں خداتعالیٰ کی ذات و صفات کا پورا اور صحیح تصور ماسخ ہو جائے۔ روح اپنی قدر معرفت الہی، ذکر الہی کو پانے۔ قتل حکم الہی کی پابند ہو جائے۔ جذبات و احساسات اسدی رنگ اختیار کر لیں۔ دوستی و دشمنی خالص طور پر اللہ کے لئے ہو جائے۔ دل و دماغ تمام اعضا و جوارح پر پوری طرح قابض و تصرف میں ہو جائیں۔ غفلت و اغراض سے انسان پوری طرح محفوظ ہو جائے۔ ہر پیاری سے پیاری چیز کو خوش دلی و خندہ پیشانی سے ساتھ ساتھ کی راہ میں قربان کر دے۔ پھر سبکے ابھی اس نے کچھ نہیں کیا۔ اور قلب تمام بیماریوں اور کمزوریوں سے نجات پا کر باطل مطمئن ہو جائے تو اس حالت کا نام نفس مطمئنہ ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

حالت اطمینان و سکون اور یقین و راحت تمامہ کی یہ وہ حالت ہے جہاں شک و دہم، اضطراب و تذبذب اور ظن و گمان کا ذرہ برابر مشاہد نہیں رہتا۔ نجات کامل اور سعادت دارین کے مستحق و ہی سعید و صالح انسان ہونے میں جو یوں اپنا مطلوب و مقصود پائیں اس مقام پر پہنچ کر انسان کے لئے دنیا و آخرت دونوں میں بجز جنت اور

ضرور۔ اور سادہ و اطمینان کے فہم، فکر و مخ، الحام و مضطرب کا ذرا سا اثر بھی نہیں ہوتا یہی دنیا جہان و معرفت سے محروم دنیاؤں کے لئے مایا کا جال و کھوں کا گھرا ہوا جتوں اور پریشانیوں کی جگہ اور درد و اہم کا منبع ہے۔ صاحب نفس مطمئنہ کے لئے دارالمقام اور دارالسلام بن جاتی ہے ابن تیمیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

دنیا میں بھی ایک جنت ہے سوچ اس دنیا کی جنت

میں داخل نہیں ہوا۔ وہ آخرت کی جنت میں بھی

کبھی داخل نہ ہوگا۔

یہ قول اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا خلاصہ و معر ہے:-

وَأَمَّا مَنْ هَمَّ بِمَقَامٍ وَهِيَ النَّفْسُ مِنْ أَهْوَىٰ

فَلَا يَلْبِثُ إِلَّا فِي الْمَأْوَىٰ

یعنی جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے اور زندگی کا آخر

دینے سے ڈرا اور اپنے نفس کو تمام شرارتوں، بد خیالیوں

اور ہلاکتوں سے روک لیا۔ تو اس کا مقام دارالجنات جنت ہے اسلام مسلمانوں کو اس مقام تک لانا اور سعادت دارین کا مستحق بنانا چاہتا ہے لیکن عہد حاضر کے مسلمان کہاں ہیں؟ اب ہر شخص اپنے قلب و نفس کی حالت دیکھ کر فیصلہ کر لے کہ وہ کس حالت میں ہے۔ اگر میں عرض کر دوں تو گستاخی ہوگی۔ اور مسلمانوں کی گستاخی اتنا بڑا جرم ہے جو کسی طرح معاف نہیں کیا جاسکتا۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دیں کہ وہ معرفت الہی اور معرفت نفس حاصل کریں۔ اپنے آپ کو جانیں اپنی حالت کا صحیح اندازہ لگائیں۔ اپنی اصلاح پر آمادہ ہو جائیں۔ اور ترقی کے اسی راستہ پر چلیں جو قرآن نے اُن کو دکھایا ہے۔

آمین

پیشوا جامعہ اسلامیہ  
جامعہ نگر (دہلی)

## تعلیم نسواں اور اصلاح نسواں

قدامت پستہ اور تجدید پر مسلمانوں ایک لمحہ فکر یہ

(از مولانا ندیر الحق صاحب)

پر بہت بڑا فضل احسان فرمایا تھا۔ ان پر اصلاح و ترقی کی تمام راہیں کھولی تھیں۔ کامیابی و فلاح کے تمام گڑ بتلائیے تھے۔ اور ان کو دینی و دنیوی کمالات کے مہول و قہرین تعلیم فرمائیے تھے۔ انہی دو چیزوں کے ذریعہ ہمارے سلف صالحین نے دارین کی فلاح و سعادت حاصل

امت مسلمہ کی زندگی کچھ اس طرح بگڑی اور مضبوطی ہے کہ زندگی کا کوئی پہلو بھی صحیح و سالم نہیں رہا۔ ان کی زندگی کے تمام شعبے بگڑے ہوئے اور اصلاح پذیر ہیں۔ قرآن اور صاحب قرآن کی ہر بات رہنمائی کے ذریعہ حضرت حق جل مجدہ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

کی قرآن و حدیث کے صحیح علم و عمل اور کامل اتباع سے طرح  
فائز المرام و شاد کام ہوتے اور ان کے اصلاحی کارناموں  
نے اقوام عالم کو راہ ترقی پر لگا دیا۔ مگر آہ! ایک ہم ہیں کہ  
دین حقین کی حفاظت کے باوجود اور کتاب و سنت کے غیر  
محرف ہوتے ہوئے ہم نے اپنے آپ کو تباہ و برباد کر  
لیا اپنا ملی و ملی اندوختہ ٹہیلٹھے، اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں  
بگھاڑ دیا۔

حالات انسانی اور کمالات فطرت انسانی کا کوئی  
پہلو ایسا نہیں جس میں ہم قرآن کی ہدایت و ہدائی اور  
حضور کے درس و اتباع کو نہ بھول گئے ہوں جس آقا  
نے ہمیں بستی و ضلالت سے اٹھا کر علم و اخلاق اور ترقی  
و سعادت کی انتہائی بلندی تک پہنچایا تھا۔ ہم نے زندگی کے  
ہر پہلو میں اس کی پیروی کو ترک کر کے غیر اسلامی فکر  
و اعمال کا اختیار کر لیا۔ اور انکار و اجانب کی ابرہ صلیقیہ  
و پیروی کو اپنا شعار بنالیا۔

اسلام نے جہاں مردوں کی تعلیم و تربیت اور  
تہذیب و ترقی پر زور دیا تھا۔ وہاں عورتوں کی تعلیم و  
تربیت اور تہذیب و ترقی کو بھی لازمی قرار دیا تھا۔ مگر  
مردوں نے اسلام کی دعوت و پکار کو سنا اور نہ عورتوں  
نے۔ دنیا کی قوموں نے اپنی ملی و اصلاحی کوششوں سے  
ترقی حاصل کی۔ اور ہمارے مرد اور عورتیں بھی بگڑیں  
و دونوں صنف کے عادات و خصائل میں فساد آیا۔ دونوں  
نے راحت طلبی، عافیت کوشی، دنیا پرستی اور آسائش پسندی  
پر اپنی تمام کوششیں صرف کر دیں نتیجہ یہ کہ ہم غلام و محکوم  
اور پامال و روزگار ہو کر رہ گئے۔ نہ مردوں میں دین و

اخلاق اور فضل و کمال باقی رہا اور نہ عورتوں میں

غضب و لائے غضب یہ کہ اول تو ہم صدیوں تک دین و  
دنیا سے اور فرائض حیات سے بے خبر اور غافل و ہوش  
رہے پھر اگر ایسی غفلت اور مدہوشی کے بعد بیدار و بجا  
بھی ہوئے تو اسلام کی طرف رجوع نہیں کیا بلکہ ترقی  
کی دھن اور دولت و اقتدار کی تمنا میں اسلام کا راستہ  
چھوڑ کر کافرانہ و مشرکانہ انکار و اعمال کو اپنا ذریعہ  
نجات بنالیا۔ پہلے مرد سکولوں اور کالجوں کی بھینٹ چڑھ  
کر مغربی تہذیب کا شکار ہو گئے۔ پھر اسی لختی قلعیم تہذیب  
کا بھوت عورتوں پر سوار ہو گیا۔ اس تعلیم و تہذیب نے  
مردوں اور عورتوں کو کیوں کر بندہ نفس و شکم بنالیا۔  
اور ان کو خدا و مہمان باطل نے کس کمرے میں بند کر دیا  
و اخلاق کا دشمن بنالیا؟ یہ ایک جگر خراش داستان ہے  
اور ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ مختصر یہ کہ مغربی  
تعلیم و تہذیب نے ہمارے مردوں و عورتوں کو نہ دین کا  
رکھا اور نہ دنیا کا۔ دونوں جہاں سے کھو دیا۔ مردوں  
سے زیادہ عورتیں بہت بڑی طرح تہذیب مغرب کا  
شرکار اور تباہ و برباد ہیں۔

قرون اولیٰ کی عورتیں اور زمانہ حال کی عورتیں  
قرون اولیٰ کی عورتوں نے دین کو اختیار کرنے، دین کو  
قائم کرنے، حق کی راہ میں جدوجہد کرنے، اپنی عزت،  
راحت، اولاد، مال اور جان کو بے دریغ قربان کرنے  
اخلاق سنوارنے، علمی و عملی ترقی کرنے اور عداوت و جواب دہ  
و مسئلہ ہونے میں مردوں کے برابر ہونے کا ثبوت دیا  
تھا۔ تاہم اسلام میں پر شاہد بدل ہے کہ اقامت دین



کی ہڈ جہد میں عورتوں نے مردوں کی برابر حصہ لیا۔ اسلام کے لئے دنیا جہاں کی محبتوں کو مول لیا۔ اللہ کی راہ میں تکلیفیں جھیلیں اور شہداء و مصائب برداشت کرنے میں بہتر مثالیں قائم کیں۔ حق پرست خواتین نے حق کی خاطر وہ سب کچھ کیا جو مردوں نے کیا۔ اسلام کا اثر ان کے قلوب پر اس درجہ حاوی تھا کہ ان کی تمام زندگی اللہ کے لئے وقف ہو گئی تھی۔ وہ خدا کی فرمانبرداری کے جذبے سے سرشار تھیں۔ ایثار و قربانی میں مردوں سے بڑھ کر تھیں۔ اور ایمانی اوصاف و خصائص کی مالک تھیں۔

اسلامی تہذیب و تمدن کی تشکیل و تعمیر اور اس کی مخالفت و بقا میں انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دین حق کی اشاعت و حفاظت میں ہمارے شریک رہیں۔ وہ میدان جہاد میں جاتیں دشمنوں کی سب سے پیش کرتیں تیراٹھا، ٹھاٹھا کرتیں بعض اوقات خود شمشیر بھٹ جو کر دشمن سے نبرد آزما کرتیں۔ مردوں کی ہمت و ڈھارس بندھاتیں۔ ان کو اللہ کی راہ میں مرنے کے لئے ہنس خوشی بھیجتیں اور صبر و شکر کا ثبوت دیتیں۔

تعلیم و تدبیس، وعظ و ارشاد اور قضا و افتاء میں بھی وہ مردوں کے ساتھ ساتھ نظر آتی ہیں۔ اور انہوں نے اپنے حقوق و فرائض کو مردوں کی طرح بڑھ چڑھ کر ادا کیا۔

اب ذرا زائے حال کی عورتوں کی حالت بھی دیکھ

لیجئے۔

صدیوں کی چال و غفلت، غلط تعلیم و تربیت، غلط

روایات اور غلط افکار و اعمال کی وجہ سے ان کی حالت یہ ہے کہ وہ دین و دنیا دونوں سے بے خبر ہیں۔ دین، مقاصد دین، اور ضروریات دین اور عصر حاضر کے تقاضوں سے لاعلم ہیں۔ حقوق و فرائض سے آشنا نہیں، ایمان، عمل صالح، اخلاق اور عفت و طہارت محروم ہیں۔ انہوں نے دین کی ساری ذمہ داریاں اور ملت کی فلاح و ترقی کی تمام آرزوئیں مردوں پر ڈال دی ہیں۔ خود اسلام اور مسلمانوں کی تمام ذمہ داریوں سے اپنے آپ کو آزاد خیال کرتی ہیں۔ وہ صرف اپنے جسم کی خادم بن کر رہ گئی ہیں۔ جسم کی زیبائش و آرائش اور لطف و راحت کو اپنا مقصد جیات سمجھتی ہیں۔ دنیا میں اپنا سب سے بڑا حق اس کو تصور کرتی ہیں کہ ان کو روٹی کپڑا اور رہنے کے لئے مکان مل جائے۔ ان کی سب سے بڑی چاہت یہ ہوتی ہے کہ ہم اپنے گھر کی مالک بن کر رہیں ہم پر کسی کی کوئی ذمہ داری گرفت اور مسئولیت نہ ہو۔ ہمیں ہر طرح کی آزادی حاصل ہو کسی طرح کا دکھ اور تکلیف نہ پہنچے ہم اپنے گھروں جو چاہیں کریں۔ سانس نندوں کی روک ٹوک نہ ہو۔ جیٹھ دیوروں کی امداد و اعانت نہ ہو اور خاوند خادم بن کر رہے۔ اس کا سب سے بڑا فرض یہ ہو کہ وہ بوری کی ہرجا زونا جائز خواہش اور فرائض کو بلا چون و چرا پورا کرنا ہے۔

انہیں کچھ خبر نہیں کہ دین ہم سے کیا چاہتا ہے؟ تو کس حال میں ہے؟ اور دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے وہ ہیں اور ان کی خوش حال زندگیاں اندھ بے ملت سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ وہ مذہبی علم و عمل کو غزوہ

و معین ہیں سببتیں، حقوق و فرائض کی پابندی کا اہتمام نہیں کرتیں! انہیں سوائے بننے اور سنوارنے کے اور کچھ نہیں آتا۔ اس سے اگر فرصت ملتی ہے تو سیر سرائے اور یا لڑنے جھگڑنے میں اپنا وقت گنوائی میں غیبت اور حلفی ان کی عادت ماسخ ہے۔ لگائی جگائی ان کی زندگی کلیاں مشغلہ ہے۔ بات بات پر بگڑنا اور صلواتیں سنانا ان کا طرہ امتیاز ہے شہری عورتیں بچے ستور نے سیر و تفریح کرنے اور اچھے سے اچھا کھانے پینے اور پہننے میں مست ہیں۔ اور دیہاتی عورتیں جہالت، حماقت اور اہام پرستی، خرافات فحش، گندے جسموں، گندے لباسوں، گندے مکانوں اور گندے خیالوں اور بہو بڑھنے میں مگن ہیں شہری عورتوں کو سادہ زندگی، محنت و مشقت اور اطاعت و قراں برداری سے نفرت ہے۔ اور دیہاتی عورتوں کو علم سمیت صفائی، سلیقہ شعار، تربیت و اصلاح اور عقلمندی، خوش مندی سے چرچا ان کی دلچسپی باز آؤں، باغی، پالہ کوں، جلسوں اور سیناؤں سے ہے۔ اور ان کی دوستگی مکانوں اور کھیتوں سے ہے۔ لڑنا اور لڑانا شہری اور دیہاتی، پڑھی لکھی اپنڈیٹ فیشن لیس اور جاہل و کندہ نائراش سبب کی عورتوں کو خوب آتا ہے۔ غرض یہ کہ ہلکی پڑھی لکھی اور جاہل خواتین اسلامی زندگی اور ایمانی اوصاف و صفات سے محروم ہیں۔

### عورتوں کے بگڑنے کا نتیجہ

عورتوں کے فساد و بگاڑ نے ہماری زندگی کو تھس نہیں کر ڈالا ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ عورتیں دین دنیا

سے بجز تمام معائب و خرافات اپنے اہمہ لئے ہیں اور وہی معائب و خرافات اپنے بچوں اور شوہروں کی پھیلا رہی ہیں۔ مغربی تہذیب کی جو برائیاں اور تباہ کاریاں ہیں اُن سے عورتیں بڑی طرح متاثر ہیں فحش پرستی، ان کی خواہشات کو بے لگام اور ضروریات زندگی کو حد سے زیادہ بڑھا دیا ہے۔ یہی غامبیاں بچے ماؤں سے سیکھتے ہیں۔ اور شوہران کی فرائضوں اور نذرانوں کے لئے حرام و حلال کی تمیز اٹھا کر دین اور اخوت کو بھلا کر دولت کمانے، جائیداد بنانے اور عیش و راحت کی زندگی بسر کرنے کو اپنا مقصد حیات بناتے ہوئے ہیں۔ ان کا دقت، دولت، باتھ پاؤں، دل و دماغ اور تمام سامان حیات صرف اپنی ذات اور اپنی بیویوں کی خوشنودی و ناز برداری میں کام آ رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ عورتوں کے دین و دنیا سے غافل اور بندہ نفس و شکم ہونے کی وجہ سے بچے اور شوہر بھی دین و دنیا سے غافل اور بندہ نفس و شکم بنے ہوئے ہیں۔

عورتوں کو اپنے فرائض حیات کا علم و احساس تک نہیں۔ ان کی زندگی صرف حیوانی زندگی بن کر رہ گئی ہے۔ اس وجہ سے ہماری تمام نسل کی ذہنی و اخلاقی حالت مسموم ہو گئی ہے جو نسل اس وقت ہمارے سامنے ہے وہ آوارہ فیشن پرست، آرام طلب، کابل، مگر و دھمکت و کونائی سے محروم، دین و اسلام سے بے آشناء اور اخلاق و ایمان سے معرکیوں ہے؟ اس لئے کہ اس کو ماؤں کی گود میں دودھ کے ساتھ ساتھ مذہب و

اخلاق اور پاکیزگی و طہارت کی روح نہیں ملی۔ صحیح اسلامی تربیت کی پہلی درگاہ اور حسابی نشو و نما کے ساتھ صحت و توانائی کا منبع ہماری مائیں ہیں۔ اگر اس درگاہ اور منبع سے بچوں کو مذہب و اخلاق کا سبق اور مومنہ اوصاف و خصائص نہ ملیں گے تو پھر یہ چیز ان کو دنیا کی کسی تعلیم و تربیت گاہ سے نہیں مل سکتی۔ بچے ماؤں ہی کی گود میں بننے یا بگڑتے ہیں۔ مائیں اگر چاہیں تو اپنے بچوں کو بگاڑیں اور چاہیں تو بنادیں۔ جو اچھا یا بُرا نقش چاہیں ان کے دل پر نقش کر دیں۔ مائیں بچوں کی زندگیوں کی معمار اور انجینئرز ہیں۔ سو ظاہر ہے کہ جب مائیں دیندار ہوں گی تو بچے بھی دیندار ہوں گے۔ اگر مائیں بے دین ہوں گی تو بچے بھی بے دین ہوں گے۔ بچے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اپنی ماؤں کی زندگی سے اثر لیتے ہیں۔ اور انہی سے عادات و خصائل حاصل کرتے ہیں۔

آج ہمارے اندر عبداللہ بن زبیر اور خالد بن ولید جیسے جانباز مجاہد امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ جیسے فقیہ و مجتہد امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ جیسے ائمہ حدیث اور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور سیدنا شیخ علی ہجویریؒ جیسے دین کو زندہ کرنے والے صوفی کیوں نہیں پیدا ہوتے اس لئے کہ ہم میں وہ محترم خواتین موجود نہیں جنہوں نے ان اعظم رجال کی ذہنی و اخلاقی تربیت کی تھی۔

مردوں کی خرابی بھی نسوں کو بگاڑتی ہے۔ مگر ان کی خرابی کے اثرات و نتائج سے بچوں کو بچانا اور اصلاح کرنا آسان ہے۔ مگر عورتوں کے بگاڑ کے ہلاکت آفرین

اثرات و نتائج سے بچنا ناممکن ہے۔ ان کی پیدا کردہ خرابی نشا نوں اور تنے کی خرابی نہیں بلکہ جڑ کی خرابی ہے جس سے ان کی جڑیں خرابی ہو اس کا ستار وخت فنا مشکل ہے پس عورتوں کی اصلاح اور ان کی تعلیم و تربیت صحیح اسلامی ترقی و تنظیم کا پہلا قدم ہے۔ اور یہ کام ہمارے مفکرین و مدبرین ملت کی اولین توجہ کا مستحق ہے۔ اس سے غفلت و لاپرواہی برت کر ہم کبھی اپنی بگڑی ہوئی قوم کو نہیں بنا سکتے۔

ضرورت ہے کہ درمندان اسلام تحریک اقامت دین کے نصب العین کے ماتحت عورتوں کی تعلیم و تربیت کا صحیح نصاب مرتب کریں جو نصاب آج ہمارے نسوانی اداروں اور تعلیم گاہوں میں چل رہے ہیں و اقامت دین کے مقصد کو پورا کرنے والے نہیں اور نہ اسلامی انقلاب کی طرف لے جانے والے اس لئے از سر نو تعلیم نسواں کا نصاب مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم صرف مردوں کے ذریعہ دین حق کو قائم اور غالب نہیں کر سکتے۔ اس میں عورتوں کا تعاون بھی ضروری ہے۔ ان کی بیداری اور سرگرمی کے ہم قدم قدم پر محتاج ہیں۔

وقت آگیا ہے کہ ہم عورتوں کی غفلت دور کریں۔ ان کو ان کے فرائض اور ذمہ داریاں یاد دلایں۔ ان کو مومنہ اور مسلمہ بنائیں، ان کو دین کے صحیح مفہوم اور مقضیات و احکام سے آگاہ کریں۔ اور ان کو ایمانی اوصاف و خصائص کے ذریعہ سے آراستہ و پیراستہ کریں۔ ان کی زندگیوں سے آرام طلبی، فیشن پرستی اور بری عادات کو دور کریں۔ اسلامی ترقی اور احیاء دین کا یہی بنیادی اور صحیح طریقہ ہے۔

یہ ساری باتیں ہمیں اپنے دل سے سمجھنی چاہئیں۔ اگر ہم اس بات کو سمجھیں تو ہم اپنے بچوں کو اچھا انسان بنائیں گے۔

# دور رسالت میں ادب و شعر کی ایک جھلک

(از مولانا شاہ فیاض عالم صاحب دلی دہلی)

حدیث میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ تصویر کا ایک رخ ہے۔ ہمیں ہر پہلو پر نظر ڈال کر فیصلہ کرنا ہے۔

اسلام ایک نہایت ہی معتدل مذہب ہے یہ انسان کو رہبانیت نہیں سکھاتا بلکہ صحیح تمدن زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔

شعر و شاعری سے دل چسپی ایک فطری جذبہ ہے جب سے دنیا کی تاریخ شروع ہوتی ہے اسی وقت سے ہم شعر و شاعری کا وجود دیکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کے آغاز کی تاریخ اب تک معلوم نہ ہو سکی دنیا کے تمام باشندے بلا امتیاز نسل و قوم، ادب و شعر سے دل چسپی رکھتے ہیں۔

ہاں جس طرح اور چیزوں میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں۔ اسی طرح ادب و شعر افراط و تفریط سے محفوظ نہ رہ سکا۔ اسی وجہ سے اس کا ایک حصہ ایسا کل آیا جو انسان فی معاشرہ کے لئے مفرت رساں ہے۔ لیکن بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے بہت سے مفید پہلو بھی ہیں اور یہی فیصلہ صحیح اور حق بجانب ہے۔ اس لئے ہمیں مفید کو غیر مفید سے تمیز کر کے قبول کرنا اور غیر مفید کو رد کر دینا چاہیئے یہی فیصلہ اسلام کا بھی ہے۔ حدیث بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان من الشعر حکمة۔ شاعری میں حکمت کی باتیں بھی ہوتی ہیں۔

عام طور پر مذہب کو زندگی کا ایک مکمل خشک لائحہ عمل سمجھا جاتا ہے جس کو ادب و شعر سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اور ہونا بھی یہی چاہیئے اس لئے کہ ٹھیکہ مذہبی حشر جن کو مذہب کا سچا پیروار دین کا صحیح نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ اکثر اس سے بے بہرہ رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے انسان ان کی صحبت میں ایک کوفت اور بے کیفی سی محسوس کرتا ہے۔ اس کے علاوہ چند آیتیں اور حدیثیں بھی ایسی ہیں جن کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ شعر و شاعری نہایت ہی بری چیزیں ہیں۔ انسان کو ان سے بچتے رہنا چاہیئے۔ قرآن حکیم میں ہے۔

والشعراء يتبعهم الغاوث | ادشاعرہ کی بات پر ہی  
المنافسہ فی کل وادھمون | لوگ چلتے ہیں جو گمراہ ہیں۔ تو  
وانھد یقولون ما لا یفعلون | نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان  
میں سرمارتے پھرتے ہیں۔ اور وہ جو کچھ کہتے ہیں کرتے  
نہیں ہیں۔

حدیث نبوی میں ہے :-

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ انسان کے پیٹ میں پیپ بھرا ہوا ہو یہ بہتر ہے اس سے کہ اس میں اشعار بھرے ہوں۔

آیت اور حدیث عام ہے اس کے عموم سے لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ شعر و شاعری بالکل ناجائز ہے۔ حالانکہ آیت اور

اور ایک روایت میں ہے :-  
ان من الشعر حکمة وان من البیان لسحر بہت سے  
اشعار میں حکمت کی بات ہوتی ہے اور بہت سے بیان  
جاوہر ہیں۔

ذیل میں کچھ واقعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
زمانے کے لکھے جاتے ہیں جن میں دور رسالت کے ادب  
و شعر کی ایک جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔

(۱) بات کا وقت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کی  
طرف تشریف لے جا رہے ہیں کچھ صحابہ ساتھ میں مسافت  
قطع کی جا رہی ہے ایسے موقع میں آدمی کا جی چاہتا ہے  
کہ شعر و شاعری سے جی بہلائے ایک شخص نے عامر بن  
اکوع سے کہا کہ اپنی کوئی چیز سناؤ اس نے نظم پڑھنی  
شروع کی۔

ولا انت ما اھتدینا لا تصدقنا ولا صلینا  
(اے اللہ) اگر تو ہماری ہدایت نہ کرتا تو نہ ہم صدقہ دیتے  
نہ نماز پڑھتے۔

فاغفر لندی لک ما ائقننا وثبت الاقدام ان لا یقینا  
پس بخش دے (میں قربان) ہمارے گناہوں کو اور جب  
و دشمن سے ہماری مدد بھیڑ ہو میں ثابت قدم رکھ  
والقین سکینۃ علینا انا اذا صبیح بنا اتینا  
اور ہم پرسکون نازل فرما ہم تو وہ ہیں کہ جب ہمیں  
قتال کے لئے بلایا جائے تو ہم لیکے کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟  
لوگوں نے کہا عامر بن اکوع ہے۔ آپ نے فرمایا  
برحمۃ اللہ (اس پر خدا کی رحمت ہو)

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ شعراء کے کلام میں  
سب سے زیادہ سچی بات وہ ہے جو بعید نے کہی ہے۔

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل اس کا دوسرا معرہ  
یہ ہے (وکل نعیم لا محالہ زائل)  
آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے سوا سب کچھ بیکار ہے اور ہر نعمت  
ایک دن ضرور زائل ہو جائے گی۔

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا بھائی (ابن  
راؤ) فحش اور باطل کلام نہیں کہتا۔ ان کے اشعار یہ  
ہیں:-

وفینا رسول اللہ یتلو کتابہ  
اذا انشق معروف من الغیر ساطع  
اور ہم میں خدا کا رسول ہے جو خدا کی کتاب پڑھتا ہے  
جبکہ خیریت بھری نورانی صبح طلوع ہوتی ہے۔

ارانا الھدی بعد الصلۃ فقلو بنا  
بہ موتنا ان ما قال واقع  
ہم اندھے تھے ہمیں ہدایت کی راہ دکھائی اب ہمارے  
قلوب اس بات کا پختہ یقین رکھتے ہیں کہ جو باتیں رسول اللہ  
نے فرمائی ہیں وہ ہو کے رہیں گی۔

یہ بیت بجا فی جنوبہ عن فراشد  
اذا اشتقت لباکا فربما مضاجع  
آپ اس حالت میں رات گزارتے ہیں کہ (خدا کی عبادت  
میں) آپ کے پہلو بہتر سے الگ رہتے ہیں اس وقت جبکہ  
کافروں پر ان کا ہتھ بھاری ہوتا ہے یعنی وہ سوئے  
رہتے ہیں۔

ہم وہ لوگ ہیں جو محمد کے (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے جہاد ہمیشہ کے لئے کر چکے ہیں۔

۱۷۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق کی تیاریوں میں بذات خود کام کرتے تھے۔ اللہ اللہ سرور کائنات کی ذات اقدس اور مٹی ڈھونے میں مصروف کام کرتے جاتے اور اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

حضرت براء اس واقعہ کو یوں نقل فرماتے ہیں :-

واللہ لولا اللہ ما ہتدینا

لا تصدقنا و لا صلینا

قسم ہے خدا کی اگر اللہ ہماری ہدایت نہ کرتا تو نہ ہم جنت دیتے نہ نماز پڑھتے۔

فانزلنا سکینۃ علینا

رثبت الاقدام ان لا قینا

پس ہم پر طینان نازل فرما اور اگر دشمن سے ہلادی ڈبھڑ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ

ان الاولیٰ قد بغو علینا

اذا امراد وقتنا ابینا

ابینا ..... ابینا ..... ابینا

یہ لوگ ہم پر زیادتی کر رہے ہیں جب وہ ہفتے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔

آپ "ابینا" کے لفظ کو بار بار دہراتے اور کہتے پڑھتے۔

ان واقعات کی روشنی میں صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور رسالت کی بارگاہ میں ادب و شعر کے لئے کافی جگہ تھی۔ اور اسلام نے شعر و شاعری کو بالکل رد نہیں

۱۸۔ غزوہ خندق کی تیاریوں میں ہوسہی میں۔ طے یہ ہوا کہ شہر کے چاروں طرف خندق کھودی جائے تاکہ دشمن اس کو عبور کر کے براہ راست شہر پر حملہ آور نہ ہو سکے۔

آپ کے ہاں شمار انصار اور ہاجرین خندق کھودنے میں مصروف ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو بھوکے ہیں۔ شمع و نفتا بہت حرکت کرنے سے مائع ہے لیکن یہ ایمانی لائق ہی تھی جس کے بل پر یہ کمزوروں کی جماعت خندق کھودنے میں مصروف تھی۔

اس خدائی فوج کے چیف کمانڈر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معائنہ کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ جب خندق کے پاس آئے تو دیکھا کہ ہاجرین و انصار خندق کھود رہے ہیں۔ صبح کا وقت ہے۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں۔ لیکن ان کو کوئی پردہ نہیں۔ ان کے پاس غلام بھی نہ تھے کہ ان کو خندق کھودنے کیلئے بھیج دیتے اور خود گھر میں بیٹھے رہتے۔ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پریشانی اور بھوک کی کیفیت کا احساس کیا تو فرمایا :-

اللہم ان العیش عیش الاخرۃ

فاغفرا لافصاہ و المہاجرہ

اے اللہ حقیقی اور دائم عیش و فراخۃ ہی کا عیش ہم انصار اور ہاجرین کے گناہوں کو معاف فرما۔

انصار یہ سن کر بھڑک اٹھے۔ ان کا جوش حد سے فروزن ہو گیا۔ مارے خوشی کے پھولنے نہ سکتے تھے انہوں نے بھی جواب میں پڑھا :-

نحن الذین بايعوا محمداً + علی الجہاد ما یقینا ابداً

کیا ہے۔

اس آیت کو جس میں شعرو شاعری کی مذمت کی گئی ہے اگر بغور پڑھا جائے تو خود اسی آیت میں شعرو شاعری کے جواز کا اشارہ پایا جا رہا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ کس وجہ سے اس کی مذمت کی گئی ہے۔ آیت یہ ہے:-

وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ | شاعروں کی بات پر وہی  
الہ ترانہ صافی کل وادی بھینٹ  
وَانْهَمُ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ | نہیں دیکھا کہ وہ میدان  
میں سرسار تے پھرتے ہیں۔ اور جو کچھ کہتے ہیں وہ نہیں کرتے  
پہلے جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ شعراء اور ان کے  
پیرو گمراہ ہیں۔ اس لئے کہ عام طور پر شعراء کی زندگی کا  
نصب العین کوئی بلند نہیں ہوتا۔ وہ محض اپنے تخیلات  
کی دنیا میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ کوئی نظام حیات زندگی کا  
مجمع لا تعمیل بنا کر پیش نہیں کر سکتے۔ ان کے خزانے  
میں صرف خوبصورت اور دلکش الفاظ کی بھرمار ہوتی  
ہے۔ غلط سے غلط بات کو اچھے سے اچھے الفاظ کا جامہ  
پہنا کر پیش کرتے ہیں۔ وہ خود اور وہ لوگ جو ان کی  
پیروی کرتے ہیں گمراہ ہو ہی جاتے ہیں دوسرے اور  
تیسرے جملے میں شعراء کی فصاحت بیان کی گئی ہے۔ اور  
وہ اسباب بیان کئے گئے ہیں جن کی وجہ سے شاعری  
ایک مذموم شے ہو جاتی ہے۔

لیکن ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ شاعری محض  
تخیلات کی وادی میں بھٹکنے اور قول و فعل کے تضاد  
میں منحصر نہیں، ہم شاعری میں مجمع نظام حیات کا خاک

پیش کر سکتے ہیں۔ جس میں ہماری زندگی کی مشکلات کا  
حل ہو، اہم دشمن کے مقابلے کے لئے اپنی قوم کے جذبات  
اس کے ذریعہ ابھار سکتے ہیں۔ اور ان کو کامیاب بنا  
سکتے ہیں تاریخ کے صفحات میں ایسی کتنی نیکریں لکھی ہیں  
کہ شعراء نے اپنے کلام سے مردہ قلوب میں روح پھونک  
دی مردہ گول میں خون دوڑا دیا۔ اور وہ قوم جو  
تھک مار کر بیٹھ گئی تھی ایسی مشتعل ہوئی کہ قتل و غارت  
کا بازار گرم کر دیا۔ اور بالآخر فاتح بن کر رہی اس  
لئے اسلام اس کے افادہ پہلو کو کیسے نظر انداز کر  
سکتا ہے؟

اس آیت کا مفہوم یہی ہے کہ وہ شاعری بری  
ہے جس میں صرف خیال آرائی ہو۔ اور جھوٹی باتیں  
کہی جائیں۔ عرض اسلام ادب برائے ادب نہیں  
بلکہ ادب برائے حیات کا قائل ہے۔ جس کی جھلک  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پائی جاتی ہے۔

اس سال مجلس مرکزیہ حزب الانصار کا سترہواں  
عظیم الشان سالانہ

مؤرخہ ۱۲-۱۵-۱۶ مارچ ۱۹۷۶ء بروز جمعہ ہفتہ اقبال  
مقام جامع مسجد بھیرہ منقہ ہوگا شائقین اس نامور موقع  
میں شمولیت کے لئے تاریخیں نوٹ کر لیں۔

ناظم حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)





نے فرمایا کہ ہاں بندگی پابندگی میں اسی سبب سے نوکری سے خیر ہوں چاہا کچھ برکس ہو گئے اور ہنوز روز اول ہے کچھ ترقی نہیں ہوئی اور نہ امید ہے۔ عرب صاحب نے فرمایا میں آپ کو ایک عمل بتاتا ہوں کہ تھوڑے دنوں کے درمیں اگر خدا نے چاہا تو نوکری کی پرواہ نہ ہوگی مرزا صاحب نے جواب دیا کہ درودِ ظائف کا مجھ کو لڑکپن سے شوق ہے مگر بنتا کچھ نہیں جس پر عرب صاحب نے فرمایا کہ صبر و تحمل سے سب کچھ ہو جائیگا پس عرب صاحب نے وظیفہ بھی بتلے دیا اور ساتھ ہی یہ کہا کہ فقط پیر کے گنڈے ہی سے کام برداری نہیں ہوتی کچھ بہت بھی درکار ہے۔

اس لئے آپ کوئی اور کام شروع کریں مرزا صاحب نے جواب دیا کہ میرا پہلے ہی سے ارادہ قانون امتحان دینے کا ہے وگت میں معقول آمدنی ہے چنانچہ امتحان دیا لیکن کامیاب نہ ہوئے جب وکالت سے ناامید ہوئی تو آپ نے اپنے پرانے رفیق رائے صاحب سے مشورہ کیا کہ اب کیا کروں۔ رائے صاحب نے پریشانی کی وجہ دریافت کی۔ مرزا صاحب نے کہا کہ تنخواہ قلیل ہے گزارہ نہیں ہوتا اور ترقی محال ہے کہوں تو کیا کروں۔

مرزا صاحب چونکہ کچھ زمانہ تک کیمیا کے بھی تلاشی رہے تھے۔ اس لئے رائے صاحب نے کہا کہ آپ نسخہ کیمیا تلاش کیا کرتے تھے۔ تو مرزا صاحب نے اس کے جواب میں کہا کہ اگر وہ نسخہ ہماری ترکیب یا عمل و کوشش سے بن جاتا تو پھر ہم کو نوکری یا وکالت یا کسی اور کار کی کیا

ضرورت تھی۔ رائے صاحب نے کہا کہ میں ایک اور تجویز بتاتا ہوں کہ تہا دی فطرت میں بحث و مناظرے کا مادہ بیت ہے۔ اور آپ کتب کے زمانہ میں بھی مناظرہ کی کتابیں لکھ کر لے تھے۔ آپ مناظرہ کی کتابیں تالیف کیا کریں۔ اور فروخت کیا کریں تو عمدہ معاش کے ساتھ شہرت بھی ہو جائے گی۔ مرزا صاحب کو بھی یہ تجویز پسند آئی چنانچہ فوری چھوڑ کر لاہور آئے اور چینیہ نوابی مسجد میں مولوی محمد حسین بٹالوی سے بھی مشورہ کیا۔ انہوں نے بھی اتفاق رائے کیا۔ اور مرزا صاحب نے پہلے پہل براہین احمدیہ کا اشتہار دیا اور اس میں وعدہ کیا کہ اس کتاب میں تین سو دلائل اسلام کی صداقت پر بیان کی جائیں گی۔ اور جو مخالف مذاہب اس کا جواب دے یا میرے بیان کردہ دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپیہ کا انعام دیا جائے گا۔ اور قیمت کتاب کی دس روپیہ اور پانچ روپیہ بخوشی قرار پائی۔ چونکہ مسلمانوں کو اپنے دین سے محبت ہے۔ اور رسول اللہ کے دین کی حفاظت کے لئے روپیہ کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ اور نئی روشنی کے لوگ جو کہ اپنے مذہب سے بالکل کورے نادان تھے اور آدمیوں کے اعتراضات سے تنگ آکر اس اشتہار کو غنیمت سمجھا اور مرزا صاحب کو چاروں طرف سے روپیہ بدھیشی کی تائید ہوئی۔ اور دنیائے اسلام نے مرزا صاحب کو ایک مناظرہ اسلام سمجھ کر اپنی امداد مالی سے الامال کر دیا۔ فرض بھی ادا ہو گیا۔ اور خود بھی آسودہ ہو گئے۔ اور عرب صاحب کی ہیشگوئی کے مطابق مرزا صاحب کی طرف تھوڑے سے عرصہ میں جو جمع مخلوقات ہونے لگی۔ اور وظیفہ

نے وہ تاثیر دکھائی کہ مرزا صاحب لاکھوں کے مالک ہو گئے۔ براہین احمدیہ لکھتے لکھتے مناظر اسلام سے تڑپ کر رہ گئے تھے اپنے شیل موعود ہونے کا خیال پیدا ہوا کیونکہ براہین احمدیہ اول توحید وعدہ نہ کلی اور جو کلی تو وہ صرف تہیدی مضامین تھے پہلی جلد میں اشتہار دوسری تیسری جلد میں مقدمہ اور تیسری جلد کی پشت پر اشتہار دس دیا کہ کتاب بین سو جزو تک بڑھ گئی ہے۔ گندہ بالکل دغا اور دھوکہ تھا۔ کیونکہ جو تھی جلد میں صرف مقدمہ کتاب اور تہیدات تھیں اور صفحات ۵۱۲ تھے۔ اور تہیدات کے بعد باب اول شروع ہی ہوا تھا کہ جلد چارم کی پشت پر اعلان شائع کیا کہ اب براہین احمدیہ کی کلیل خدا نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ اس پر لوگوں نے شوہر بھجایا کہ تین سو جزو کی کتاب اور تین سو دلیل جس کا وعدہ تھا پورا کر دو۔ ورنہ قیمت واپس کر دو اس وعدہ خلافی کے سبب مسلمانوں میں گادیندار طبقہ تو اس سے ناراض ہو گیا۔ ادھر مرزا صاحب نے اپنے کرامات والہامات کا اشتہار دیا اور اشتہاروں سے تمام دنیا میں بل چل مچا دی۔ کہ میں شیل مسیح ہوں۔ مجھ کو وحی ہوئی ہے۔ اور جو وحی اور محالہ و مخاطب الہی سے سرفراز ہوتا ہے وہ نبی ہوتا ہے پس میں نبی ہوں اور میری خاطر طاعون آئی ہے کہ میرے منکر وں کو ہلاک کر دے۔ اور اس آیت وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا آیت سے استدلال کیا کرتے تھے کہ خدا نے جو عذاب بھیجا ہے تو رسول بھی ضرور ہونا چاہیے۔ پس طاعون کے عذاب کے ساتھ میں رسول ہوں۔ اپنی ولایت کے لئے یہ دودھ لیں پیش کیں۔ ان

دونوں پر غور کرنا چاہیے کہ ان میں کس کی مقبولیت اور صحت پائی جاتی ہے

(دلیل اول کا اجمالی جواب) مکالمہ اور مخاطبہ جن طرح کہ خدا کی جانب سے ہوتا ہے۔ اسی طرح شیطان کی طرف سے ہوتا رہتا ہے۔ اس وجہ سے سب صوفیائے کرام اور اولیاء مقربین بارگاہ الہی میں وساوس شیطانی سے حفظ و امان کی دعائیں صبح و شام مانگتے آئے ہیں اب جبکہ مکالمہ ہر دو جانب سے ہوا کرتا ہے تو ہم الہام میں آئے اور الہام میں شیطان میں فرق کن ذرائع سے کریں گے اس کے لئے صرف ایک ذریعہ ہے یعنی شریعت محمدیہ علیہ السلام صاحبہ النبیۃ والسلام اس کسوٹی پر سے اس کی حقیقت اور بطلان معلوم ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی کشف والہام شریعت مطہرہ کے موافق ہو تو صحیح اور مقبول اور اگر شریعت کے خلاف ہو تو دوسرے شیطانی اور مردود ہے۔

چنانچہ شیخ اکبر محمدی الدین عربی مقدمہ فصوص الحکم میں تصریح فرماتے ہیں کہ وحی خاصہ انبیاء علیہم السلام اور یہ بواسطہ فرشتہ یعنی جبریل علیہ السلام کے ہوتا ہے۔ اس لئے یہ وساوس سے پاک ہوتا ہے۔ یعنی وہ وحی کلام الہی ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی مبارکہ کو قرآن اور وحی ظاہر نہیں کہتے۔ وحی خاصہ سے ہے۔ اور الہام ولایت سے مخصوص ہے۔ اور ہرگز میں تبلیغ شرطا ہے۔ اور الہام میں تبلیغ شرطا نہیں۔ اور دات رحمانی و ملکوتی اور واد دات جنہ و شیطانی جو خرق ہے وہ یہ ہے کہ جو واد دات رحمانی ہوتی ہے ان سے خوف و رجاء و غیر کی طرف رغبت ہوتی ہے۔

اور اس وقت میں نصرت جو اس کے خلاف ہو وہ وارقات شیطانی ہیں۔

حضرت شیخ کے کلام سے دو امر واضح ہو جاتے ہیں پہلا یہ کہ وحی خاصہ انبیاء علیہم السلام ہے۔ اور بلدیہ جبرئیل علیہ السلام ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ الہام اولیاء روحانی بھی ہوتا ہے اور شیطانی بھی۔ لہذا ہر ایک واردات کو جو الہی سمجھنا سنگین ٹھوکر اور غلطی ہے۔ اور اسی کے امتیاز کے لئے میں ابھی عرض کر چکا کہ محکم اور کوئی شریعت ملہ رہے۔ چنانچہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فتوح مغیب میں لکھتے ہیں کہ کشف والہام پر عمل کرنا ناجائز ہے بشرطیکہ وہ قرآن اور نیز قرآن میں صریح کے مخالف نہ ہو اور نیز امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ ابوسلمہان دہانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ الہام پر عمل نہ کیا کہ وہ جب تک اس کی تصدیق آثار سے نہ ہو جائے۔ اور نیز حضرت مولانا علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش اپنی کتاب کشف المحجوب فارسی کے ص ۱۶۵ پر ارقام فرماتے ہیں کہ

احل الہام برابر خطا و صواب ہر مان نہ باشد  
مذاہجہ یکے گوید کہ میں الہام است کہ خداوند در مکان است  
ویکے گوید کہ مرا الہام چنان است کہ زیر مکان نیست  
و دندرد و دغاری متضاد حق بنزدیک یکے باشد و  
ہر دو باہام دعویٰ میکند و لا محالہ دلیلے میباید تا فرق  
کند میان مدق و کذب الخ

الہدیز مذکورہ بالا دیا ۱۵۰ پر حضرت اویس قرنیؓ  
و میں نے اسے نقل کیا ہے۔

"یک قدم از موافقت جماعت کشفیہ نہ داری  
تا نگاہ بے دین نشوی و نہانی در دوزخ افتی۔  
اور باینویسطلامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کشفی حالت  
بیان فرماتے ہیں۔

"کہ پس چہ ہزار وادی قطع کردم و نہایت درجہ  
اویا رسیدم چوں نگاہ کردم خود را در ہدایت درجہ  
انبیاء علیہم السلام دیدم چوں نگاہ کردم سر خود بر کف پا  
یک نبی دیدم۔ پس معلوم شد کہ نہایت مال اولیاء  
ہدایت حال انبیاء است و نہایت آخر غایت نیست۔  
شیخ ابن عربی فتوحات مکیہ کے باب ۶۲ میں آیت  
کریمہ یا آییہا الذین آمنوا اطعوا اللہ و اطعوا  
الرسول و اولی الامر منکم کے ذیل میں فرماتے  
ہیں کہ اولی الامر منکم سے مراد قطاب اور خلفاء اور  
اولیاء اللہ ہیں۔ اور ان کی اطاعت اس وقت تک  
واجب ہے جب تک خلاف شرع حکم نہ فرمائیں۔  
اب مذکورہ بالا معیار پر دیکھنا چاہیے کہ مرزا صاحب  
کے الہامات و کشف و پیشگوئیاں موافق شرع میں یا نہ۔  
چنانچہ ذیل میں چند الہامات ان کے درج کئے جاتے  
ہیں۔ ناظرین خود نظر انصاف سے دیکھیں۔

کتاب البرہ ۹۷ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے  
اپنے آپ کو کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین  
کیا کہ وہی ہوں۔ الخ کوئی مسلمان قرآن مجید اور محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والا کیا اس کشف کی  
تصدیق کر سکتا ہے کہ عاجز انسان خدا ہو سکتا ہے۔  
بلکہ بعض وہو شیطانی ہے۔

براہین احمدیہ ص ۲۵ پر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا ہے اصل ماضیت کافی قد حضرت لکانت منی ہنزلہ لا یصلہا الخلق (ترجمہ) تو جو چاہے کر تحقیق میں مجھے بخش چکا ہوں میرے ہاں تیرا ایسا مرتبہ ہے کہ بس کو مخلوق نہیں جانتی۔

اسی الہام کے قریب قریب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ہوا کہ اے عبدالقادر ہم نے تیری عبادت قبول کر لی۔ اب بس کرتو شیخ نے خود و خرمیہ پر نگاہ رکھتے ہوئے لا حول پڑھ کر مکر شیطانی دفع کیا۔ کہ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ اولیٰ العزم انبیاء علیہم السلام اخیر دم تک عبادات میں مشغول رہے۔ ان کو یہ معافی اور عبادت کی مقبولیت نہیں ہوئی میری کیا صورت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم توروں فروتے تھے۔ ما عبدناک حق عبادتک۔ اس میدانِ ابتلا میں تو حضرت شیخ کامیاب ہوئے لیکن مرزا صاحب ان کشف و الہامات پر وہو کہ غور و رہ ہیں جو خیال دماغ میں آجائے۔ خدا کی طرف سے مکالمہ و مخاطبہ سمجھتے تھے۔

مرزا کا الہام ہے کہ انعام کے اذا ارادت فیثا ان یقول لہ کن فیکون کہ اب تیرا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے اور صرف اس قدر کہہ دے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔ اس الہام میں مرزا صاحب اپنے آپ کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں تو کیا یہ دوسو شیطانی نہ سمجھا جائے گا۔

یہ سارے الہامات سراسر خلاف شرع اور خلاف قرآن و حدیث و اجماع ہیں جن پر یقین رکھنا اور عمل

کہ ناموجب کفر ہے

اب وہ میری دلیل پیچھے کرنا صاحب فرماتے ہیں کہ میری نبوت پر ماکنا معذین الایۃ قرآن شاہد ہے ہاں الہی اس پر جاری ہے کہ جب عالم ارضی پر مخلوقات کی تعداد نہ اندہ ہو جائے یا وہ سرکشی اور تمرد کے انتہا پر تنگ پہنچ جائے تو اس کو ایک حد معین پر رکھنے اور اس منشاء و نفاذ کے دفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ان پر بای و بائی امراض مسلط فرماتے ہیں یا نہ لازل اور طوفانوں سے ان کو ہلاک اور برباد کرتے ہیں یا جنگ کی تباہی میں دکیل دیتے ہیں جس سے ہزاروں لوگ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اور وہی مقدار معلوم رہ جاتی ہے اور انشاء و نفاذ کچھ مدت کے لئے ختم ہو جاتا ہے اس کو اپنی طرف منوجہ کرنا مقصود ہوتا ہے میری مثال خیال دل میں لانا کہ طاعون یا اور کوئی مرض بنی کے آنے کی خاطر ہوتی ہے یہ غلط ہے۔ ورنہ اس طاعون سے قبل بھی دنیا میں کئی دفع مختلف قسم کے و بائی امراض آئے ہیں سے انسان کو انسان ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں جانور بھی تباہ و برباد ہوئے لیکن اس کے باوجود بھی کوئی بنی اس وقت ظاہر نہیں ہوا چنانچہ تاریخ الخلفاء ص ۲۵ پر ہے کہ ۲۲۰ھ میں عراق میں ایک ایسی بڑی چلنے کہ کھیتیاں جل گئیں۔ پچاس رو دیہ قیامت برپا رہی۔

اور ۱۹۱۰ء پر ہے کہ عراق میں و با پھیل اید ہے بغداد آدمی تلف ہوئے اور ہزاروں ہلاک و نازلہ سے خالی ہو گئے اور ۱۹۱۰ء پر ہے کہ

یہ سنت طاعون کا ہے کہ اس کی مثل رائے کسی نہیں مانتی۔  
اور کشتہ میں جانوروں میں سخت دباؤ ہے جس سے  
ریوڑ کے ریوڑ تباہ و برباد ہو گئے۔  
فستہ میں چالیس دھم کے مہر میں انگشتان میں  
طاعون پڑی نیز شاہنجان کے زمانہ میں ہندوستان میں  
طاعون بڑی سختی سے پڑی۔

ان تمام مصیبتوں میں کوئی بنی نہیں آیا اور علاوہ  
اس کے مرزا صاحب نے وضع البلاد ضلہ پر دعویٰ کیا  
تھا کہ تمام طاعون سے محفوظ رہے گا کیونکہ یہ اس کے  
رسول کا تخت گاہ ہے!

مگر اس کی یہ پیشینگوئی اور ایسا عظیم الشان دعویٰ  
غلط ثابت ہوا اور ایک وقت ایسا آیا کہ طاعون نے  
قادیانی رسول کے تخت گاہ میں نزول اجلال فرما کر چمک  
جینے کے اندر بہتوں کو خاک کر دیا۔ اور تو کیا مرزا صاحب  
کے گھر میں میر صاحب کے لڑکے اسحاق کو دو انگلیاں  
نکلیں اور بخار بھی تھا۔ مگر وہ تو خدا کی قدرت سے  
بچ گیا۔ مرزا صاحب نے کہا کہ میری دعا سے بچ گیا۔  
لیکن اگر خدا نے مرزا صاحب کی دعا قبول فرما کر  
اسحاق کو چھلایا تو پہلے سے اس کی پیشینگوئی کو کیوں چھلایا  
نیز اگر یہ طاعون مرزا صاحب کے لئے تھا تو ان کے غلصے  
مردارہ پر اس میں کیوں تباہ و برباد ہو گئے۔  
الحکیم فیرا ورا پر ہے کہ اسی طاعون میں مرزا  
صاحب کے سریدوں میں محمد افضل مولوی برہان الدین  
مولوی محمد یوسف مولوی خواجہ احمد وغیرہ ہلاک ہو گئے  
یہ مرزا صاحب اور ان کے دعویداروں اور دلائل کا

## حال

معلوم ہوا کہ یہ سارا محض ڈھکوسلہ ہے۔ صرف  
لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے لئے تھا۔ حقیقت یہی  
پہلی بات ہے کہ نام بھی ہو جائے گا اور دنیا کے  
دروازے بھی کھل جائیں گے اور وہ کام پورے  
ہو گئے۔ اور رائے صاحب کی بنائی ہوئی جو یہ کامیاب  
ثابت ہوئی۔ فقط۔

## جو اس پر لڑے

- (۱) جو چیز جاتی رہے پھر اس کا افسوس نہ کرنا چاہیے  
کیونکہ افسوس سے وہ واپس نہ آجائے گی۔
- (۲) انسان کسی غیر کا احسان لینا گوارا کر لے لیکن اپنے  
بھائی یا قریب تر عزیز کا حق ادا مکان احسان نہ لے۔
- (۳) جس کا دوست نہیں اس کو مصیبت سے چھٹکارا  
نہیں۔
- (۴) سب سے اچھی خیرات وہ ہے جو دائیں ہاتھ سے دیا  
جائے اور بائیں کو اس کی خبر نہ ہو۔
- (۵) جو کوئی مصیبت میں درخ نہیں کرنا خوشی میں خوش  
نہیں ہوتا۔ لڑائی کے وقت نہیں لڑتا۔ وہ دنیا میں آرام  
سے ہے۔

- (۶) کسی سے ایسی بات نہ کہ جس کے سننے سے تم کو بھی مدد نہ ہو۔
- (۷) سب سے زیادہ عذاب عالم بے مثل پر ہو گا۔
- (۸) اس اجتماع سے الگ رہو جو فقر کا باعث ہو۔

# شذرات

(طالوت)

## تبلیغی انجمنوں کی مرکزیت

اسلام ایک تبلیغی

مذہب ہے اور

قرآن پاک کے حکم کے مطابق اس میں ایک ایسے گروہ کا ہمیشہ رہنا ضروری ہے جس کا کام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہو۔ قرونِ اعلیٰ سے لیکر آج تک کسی اس میں تکلف نہیں ہوا اور بلا خوف تردید یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ ہمیشہ ہر جگہ مسلمانوں کے ایک مقتدر گروہ ہی نے نہیں بلکہ مختلف گروہوں نے ایک فریضہ نبوی کی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کیا ہے۔ ہندوستان میں بھی یہ فریضہ علمائے حق اور سوفیائے کرام کے مختلف افراد اور گروہ ادا کرتے رہے، ادا کر رہے اور ادا کرتے رہیں گے۔ مگر یہ امر ہمارے لئے موجب اذیت و ہانکہ ایسے مختلف گروہ جن کا خدا ایک ہے بنی ایک ہے۔ مذہب ایک ہے۔ راستہ ایک ہے۔ منہاج ایک ہے اور مقصد تبلیغ ایک ہے۔ یہ لوگ کیوں نہیں ایک مرکز کے ساتھ منسلک ہو کر کام کرتے؟ آخر اس معاملہ میں کیا چیز مانع ہے بہتر تو یہ ہے کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کا تبلیغی مرکز ایک ہو لیکن اگر ایسا ہونا مشکل ہے تو کم از کم ہندوستان کے مسلمانوں کا ایک تبلیغی مرکز تو ضرور ہونا چاہیئے اس مرکزیت کی یک صورت ہونی چاہیئے ہمارے نزدیک سب سے آسان صورت یہ

ہے کہ ملک کی مختلف مقتدر تبلیغی انجمنیں اور ان کے ادارہ بہت وکث و ایک جگہ جمع ہو کر انجمنوں میں سے کسی ایک کی مرکزی حیثیت کو تسلیم کر لیں یا مجموعی طور پر جو اجتماع ہو اس میں سے مرکزی ادارہ کی از سر نو ترتیب دے کہ کسی ایک مرکزی جگہ پر اس کا دفتر کھول کر باقی جملہ انجمنوں کا الحاق اس سے کر دیا جائے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ باقی انجمنیں اپنا اپنا کام بند کر دیں اور سب لوگ اس ایک ادارے کا منہ کیٹنا شروع کر دیں۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ اپنی اپنی جگہ پر ہر انجمن جس طرح پہلے کام کر رہی ہے اسی طرح اپنے ماحول میں اپنی طاقت کے مطابق کام کرتی رہے لیکن مرکزی ادارہ کے ساتھ بھی اس کا تعلق قائم کر دیا جائے تاکہ سارے ہندوستان کا تبلیغی مرکز ایک ہو اور منتشر ہو کر جو کام ہو رہا ہے وہ ایک نظام ماتحت ہو کر زیادہ عہدگی کے ساتھ ادا کیا جاسکے اس لئے جلد و بد دل رکھنے والے حضرات سے اتنا س ہے کہ جلد از جلد اس طرف توجہ فرمائیں۔ اور جملہ تبلیغی انجمنوں کو ایک نظام کے ماتحت لا کر کام کر پہلے سے زیادہ سرگرمی سے جاری کر کے عذابِ دہش و درد و غم سے

مشکدہ ہوں

عملی طریقہ کار اس تجویز کو دائرہ عمل میں لانا

عیب نہیں

## اسلامیات کی طباعت

اخبارات سے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ پنجاب

اہمیلی میں ایک ایسا قانون بنایا جانے والا ہے جس کی رو سے قرآن پاک کی طباعت کا حق صرف مسلمان اداروں کے لئے ہی مختص ہو کر رہ جائے گا اور کوئی غیر مسلم ادارہ اسے چھاپنے کا حق دار نہیں ہوگا۔

مبارک باد شد یہ نہایت ہی نیک خیال ہے۔ کیونکہ غیر مسلم حضرات قرآن پاک کے احترام میں ان قواعد و ضوابط کی پابندی نہیں کر سکتے جو از روئے مذہب اس معاملے میں ضروری ہیں۔ نیز غیر مسلم ادارے اس کی تصبیح و تزئین میں تجاہد فی اعراض کے پیش نظر اس قدر اہتمام نہیں کرتے جو ضروری اور لازم الی ہے۔ یقیناً ہر مسلمان کو اس معاملے میں حکومت پر زور دینا چاہئے، بلکہ ہماری رائے میں تو صرف قرآن پاک ہی نہیں بلکہ جملہ اسلامی لٹریچر کی طباعت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہی ہونی چاہئے۔ اور کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس کی رو سے اسلامی کتابیں صرف مسلمان ادارے ہی طبع کر سکیں۔ اور دوسرے لوگ اس معاملے میں غیر متعلق ہی رہیں تو بہتر ہے۔ پنجاب اہمیلی کے مسلمان ممبروں سے ہماری استدعا ہے کہ وہ اس سودہ قانون کی ذمہ داری نہ کریں بلکہ مفید ترمیموں سے اس کا دائرہ نفاذ بڑھانے کی کوشش کریں تاکہ صرف قرآن پاک ہی نہیں بلکہ جملہ ہی و اسلامی کتب کو غیر اسلامی ادارے سے شایع نہ کر سکیں۔

دفعہ کے لئے ہمارا فرض سب سے پہلے یہ ہے کہ ہم تبلیغ کے لئے ملک میں چھوٹے چھوٹے مرکز پیدا کریں تاکہ ان چھوٹے مرکزوں سے ایک بڑے مرکز کی تشکیل کی جاسکے مثلاً فرض کیجئے ہمارے انجمن حریہ انصار کا ایک دائرہ عمل ہے اس دائرہ عمل میں بہت سی چھوٹی جماعتیں بھی ہوں گی جو اپنے اپنے طریق پر کام کر رہی ہو گی لیکن اگر وہ انجمنیں اپنے دائرہ میں کام کرتے ہوئے ہماری مرکزی حیثیت کو تسلیم کر لیں۔ تو دونوں کے اندر حزب الانصار ایک بڑا مرکز بن جائے گا اگرچہ وہ وسعت کار کے لحاظ سے پہلے بھی ایک بہت بڑا مرکزی ادارہ ہے مگر دوسرے لوگوں کے اشتراک سے اس کی مرکزیت اور وسیع تر ہو جائے گی۔ اسی طرح دوسرے مقامات پر بھی کسی پرستی تبلیغی انجمن کو مرکزی حیثیت دے کر چھوٹے چھوٹے اداروں کو ان سے اشتراک والحق کر لینا چاہئے جب یہ چھوٹے درجہ کی تنظیم ہو جائے گی۔ تو یقیناً ایک بڑا مرکزی ادارہ بھی قائم کرنا آسان ہو جائے گا۔ مرکز تنظیم اہل سنت لاہور کی توجہ یہ خصوصی طور پر اس طرف مبذول کراتے ہیں کہ وہ لوگ اپنی توجہ مختلف کام کرنے والوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے کی طرف اگر مبذول کریں تو یہ کام نہایت آسانی سے اور سہولت سے ہو سکتا ہے مختلف نام اور مقامی ضروریات کی طرف توجہات ہمارے اس دعوے میں حائل نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ مقصود صرف کام ہے۔ عمل اگر مشترک ہے تو نام کا اختلاف کوئی

## الحاد کا مقابلہ

روس کی اتحادیہ زمین سے ہرج باہر کے ملکوں میں فائر بولیا گیا ہے۔ تعلیم جدید کی بنیاد سے اب باہر آور ہونے کو ہے۔ اگرچہ شجرہ خبیثہ کھماصل دستکام نہیں رکھتا مگر پھر بھی اس کی شاخیں کافی پھلی پھولی ہوئی معلوم ہو رہی ہیں۔ ضرورت ہے کہ پورے طور پر اس کا مقابلہ کیا جائے۔ اور اس کے قلعوں کو سار کر کے اچھی طرح اس کا استیصال کر دیا جائے اس معاملہ میں مذہبی جماعتوں کا تو بہر حال یہ فریضہ ہے کہ وہ حتی المقدور اس معاملے میں کافی کوششیں کر رہی ہیں خصوصاً جماعت اسلامی کا لٹریچر ہر جگہ پرتہ یاقین ثابت ہو رہا ہے۔ اور کانٹوں میں ڈاؤن زمین وہ سب جو خاص طور پر اس شجرہ خبیثہ کی کاشت گاہ ہے (یہ لٹریچر مفید مطلب کام کر رہا ہے لیکن اس وقت ہمارا روئے سخن ملک کی سیاسی انجمنوں کی طرف ہے۔ اگرچہ سیاسیات میں دخل دینا ہمیں اسلام کے لئے خارج از بحث ہے لیکن صرف مشورے کی حد تک اگر یہ کام کر لیا جائے تو کوئی ایسی حرج کی بات بھی نہیں ملے گی کہ روس کے تربیت یافتہ حضرات کی ہندوستان میں کمی نہیں اور وہ ہر سیاسی پلیٹ فارم میں گھس کر وہاں دین لین کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ ضرورت ہے کہ سیاسی جماعتیں اپنے اس ترقی کے دور میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ ایسے لوگوں کا دافعہ جات میں قطعی طور پر بند کر دیں جو ہندوستان کا آگلا ہوا لٹچ کھا کر روس کے گن گاتے ہوں مگر ہماری سیاسی

انجمنیں یہ کام کر گزریں تو ہم یقین ہے کہ قلعوں کے یہ بے روح نقال جو نقل بازی میں ڈاؤن دی کے نظریہ اختیار کی گم شدہ کڑی بننے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ چند دنوں کے اندر ہی اندر اپنی موت آپ مر جائیں گی۔ ان لوگوں کی قدر روس کی نگاہ میں بھی اس سے زیادہ نہیں کہ وہ انہیں اپنا آلہ کار خیال کرتا ہے۔ اور جب تک ہماری سیاسی انجمنوں میں ان کی کچھت باقی ہے روس یقیناً اس کی قدر دو صدمہ افزائی میں مصروف رہے گا۔ مگر جو نئی سیاسی انجمنوں کے دروازے ان پر یکسر بند کر دیئے گئے آپ دیکھیں گے کہ ان میں کتنی خاموشی اور روس کی قیمت تمام اس خانہ میں ایک ایک دو دو کوڑی سے زیادہ نہیں رہ جائے گی۔ وقت ہے کہ ہماری سیاسی انجمنیں اس دروازہ کو پا جائیں اور پیٹھ پیٹھ کے لئے اس جنس کا سد کا خانہ کر دیں۔

دنیائے شیعیت ہی ایک ایسا مذہب مدح صحابہ ہے جس کی بنیاد کسی مثبت صداقت کی بجائے ایک منفی شے پر رکھی ہے۔ اسلام اسلامیات کی بحث کو چھوڑیے صرف اخلاق و شرائع کے معیار سے جانچئے کیا کسی کو گالی دینا برا بھلا کہنا بھی کوئی ایسا اخلاقی ذراویہ نگاہ ہو سکتا ہے جس پر کسی مذہب کی بنیاد رکھی جاسکے۔ دنیا میں بد سے بدتر آدمی کو اتھاپ کر لیجئے اور اس سے غیر جانبدار ہو کر پوچھئے کہ گالیاں دینا اچھا کام ہے یا برا کام تو یقیناً آپ کو جواب میں یہی سنا ہو گا کہ یہ برا کام ہے مگر یہ دنیا حیرانی کی کوئی حد نہیں رہتی جب ہم منہ نہیں کرنا کہ



کچھ بھائی ایسے بھی ہیں جن کے ہاں سب شتم و بگاڑ کی  
تفویض نہ صرف یہی کہ اچھا کام ہے بلکہ جو دایمان ہے  
تاریخی نقطہ نگاہ سے یہاں بحث نہیں کہ یہ قوم کس طرح  
معرض وجود میں آئی اور کس طرح پھیلی پھولی  
ہندوستان میں یہ ایمان سے آئے یا ترکستان سے  
یہ بحث ایک تو بڑے موضوع سے غیر متعلق ہے۔  
اور دوسرے یہ وقت نہیں کہ ہم تاریخی طور پر ان  
کے وجود کو معرض بحث میں لاسکیں۔ اس کے لئے  
تو صرف رضائے کر دکے یہ دو شعر یاد رکھئے وہ  
فرماتے ہیں :-

بشکست عمر لخت ہند بران اجم ۱۰  
ہر باد فنا داد رگد و ریشہ جسم ۱۰  
ایں عربہ بر غصب خلافت نہ علی نیست  
با آل عمرہ کینہ قدیم است عجم ۱۰

آج کی صحبت میں تو ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ  
آیا دنیا کی کوئی قوم دنیا کا کوئی نظریہ، دنیا  
کی کوئی صداقت، دنیا کا کوئی قانون، دنیا کا کوئی  
آئین نکالیاں دینے کے حق کی حمایت کر سکتا ہے  
یا نہ؟ اگر جواب یہ متفقہ طور پر صرف نفی میں ہے  
ہے تو پھر ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ  
لکھنؤ میں کیا ہنگامہ آرائی ہے؟ آخر کبھی شیعہ  
حضرات نے خود بھی اس پر غور فرمایا اگر گایاں  
دینا واقعی کوئی حق ہے تو کیا خارجیوں کو یہ  
حق استعمال کرنے دیا جائے گا۔ سنی تو اس  
معالجہ میں بیچارے "حریف دشنام"

ثابت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ حضرت علیؑ اور اہل بیتؑ  
سے ان کا بھی عقیدہ تھا اور نیا زہندی کا مذہب ہے  
لیکن اگر خارجی دھندلے کرے کہ لکھنؤ میں ان کا  
کوئی مختصر ہو (لکھنؤ میں علیؑ و آل علیؑ کے حق  
میں صرف وہی الفاظ استعمال کرنے کا حق مانگیں۔  
جوشیدہ حضرات ابو بکرؓ و عمرؓ کے بارے میں استعمال  
کرتے ہیں تو اہل شیعہ کے لئے یہ بات قابلِ بڑبڑت  
ہوگی۔ اگر قابلِ برداشت نہیں ہوگی تو یقیناً پھر ان  
کو ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے کہ وہ ایسے نازک  
وقت میں مسلمانوں کے اندر تفریق و شت کی آگ  
کو ہوا دے کر کوئی ایسا کام نہیں کر رہے جو مسلمانوں  
کے لئے باعثِ فلاح و نجات ہو شیعہ اہل علیؑ عقیدہ  
کو اس نقطہ نگاہ کے ساتھ اس معاملہ میں خاص  
طور پر غور کرنا چاہیے۔

## اقوال الرسولؐ

- (۱) مجھے تین چیزیں محبوب ہیں عورت، نماز، خوشبو،
- (۲) جنت تمہاری ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔
- (۳) تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں سے  
اچھا سلوک کرتے ہیں اور میں اپنے کنبہ سے  
اچھا برتاؤ کرتا ہوں۔
- (۴) عورتوں کے حقوق مقدم ہیں۔
- (۵) عورتیں مردوں کی نصیحت تمام ہیں۔
- (۶) نیک بیوی مرد کا بڑا بہادر زادہ ہے۔

## تر دفع

## امامت اور اختلاف

(۲)

(از مولانا محمد حسین صاحب شوق پیلاوی)

فرقہ زدیں نے جو امامت کو اہل حل و عقد کی رائے پر منحصر سمجھتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد امام حسن کو امام اور ان کے بعد امام حسین اور امام زین العابدین کو اور پھر ان کے پسر زید کو جو فرقہ زدیں کے بانی ہیں اور ان کی وفات کے بعد ان سے بیٹے یحییٰ کو امام تسلیم کیا ہے۔ اور انہوں نے امامت کی وصیت محمد بن عبد اللہ بن حسن بن الحسن بن الحسن البسط کو کر کے پیچھے چھوڑ دیا۔ نفس الزکیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور مہدی لقب اختیار کیا جس کے دفعہ کے لئے منصور نے فوج بھیجی اور آجڑ کار قتل ہوئے۔ اور وصیت اپنے بھائی ابراہیم کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ امام ابراہیم نے بصرہ کو اپنا قرار گاہ بنا کر زور پکڑا۔ یحییٰ بن زید بن علی بھی ان کی مدد پر تھے لیکن منصور کے مقابلہ میں شکست ہوئی اور شہید ہوئے اس شکست و قتل کی خبر امام جعفر صادق پہلے سے دے چکے تھے کہ ایسا پیش آئے گا۔ یہ آپ کی کرامات سے شمار کی جاتی ہے فرقہ زدیں کا باقی طویل اختلاف درمیان سے بخوف طوالت ترک کر دیا گیا ہے) فرقہ زامید ہند میں خود اس بات کا قائل ہے کہ حضرت علیؑ کے بعد حضرت حسنؑ جو وصیت امام ہوئے اور ان کے بعد امام حسینؑ اور پھر امام زین العابدینؑ پھر ان کے پسر محمد باقرؑ اور پھر ان کے

کیا نہ محمد بن انصاف کے بعد ان کے بیٹے ابی ہاشم کی امامت کے قائل ہیں اور ہاشمیت کہلاتے ہیں لیکن ابی ہاشم کے بعد ان میں پھر امامت کے متعلق اختلاف ہے بعض کا عقیدہ ہے کہ ابی ہاشم کے بعد ان کے بھائی علیؑ کو اور ان کے بعد ان کے بیٹے حسن بن علیؑ کو امامت ملی۔ اور بعض کا اعتقاد ہے کہ جب ارض سراقہ شام سے واپس آتے ہوئے آپ کا انتقال ہوا تو دم واپسین آپ نے امامت کی وصیت محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کو کر گئے۔ اور محمد بن علی نے اپنے بیٹے ابراہیم المعروف بابام کو وصیت کی۔ اور انہوں نے اپنے بھائی عبد اللہ بن الحارثہ الملقب بہ سفاح کو اپنا جانشین بنایا۔ اور سفاح نے اپنے بھائی عبد اللہ بن جعفر الملقب بہ منصور کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ اور ان کے بعد ان کی اولاد میں خلافت بنیدید ولایت عہد منتقل ہوئی یہی مذہب ہاشمیت کا ہے جو دولت عباسیہ کے بانی مہانی ہوئے ہیں انہیں میں سے ابو مسلم خراسانی سلیمان ابن کثیر ابو سلمہ الخلال وغیرہ ہیں۔ بنی عباس کی خلافت پر اس بات سے استدلال کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت عباسؑ زنده تھے۔ لہذا عصبہ عومت ہونے کی وجہ سے وراثت خلافت کا استحقاق ان کو زیادہ تھا۔

فرزند جعفر صادق رضی اللہ عنہم اجماع کے بعد دیگرے امام بنوتے رہے حضرت امام جعفر صادق کے بعد امامت میں پھر اختلاف ہوا اور امامیوں کے دو فرقے ہو گئے ایک فرقہ آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل کی امامت کا قائل ہوا جو اسماعیلیہ کہلاتا ہے اور دوسرے گروہ نے امام مہدی کا ظم کی امامت تسلیم کی یہ لوگ اثنا عشری کہلاتے ہیں کیونکہ یہ بارہ اماموں پر امامت ختم کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام دوازدہم آخر زمانہ تک زندہ اور عام خلافت کی نظروں سے غائب رہیں گے۔

فرقہ اسماعیلیہ کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق نے حضرت اسماعیل کو یہ نص صریح امام مقرر کیا تھا اور اس نص صریح کا مفاد یہی تھا کہ اگرچہ امام اسماعیل اپنے والد ماجد کی حیات میں وفات پا گئے لیکن اس نص کی وجہ سے امامت ان کی اولاد میں باقی رہی جیسا کہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے قصہ سے مستنبط ہوتا ہے غرض کہ اسماعیلیوں کے نزدیک حضرت اسماعیل کے بعد ان کے بیٹے محمد مکتوم جانیف ہوئے۔ محمد مکتوم ہی ائمہ مستودین میں سے پہلے امام ہیں ان کے نزدیک امام کے پونیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب امام صاحب شوکت نہ ہو تو خود اس حالت میں مستود ہو کر رہتا ہے اور اس کے داعی قلعیت حجت کے لئے اس کی امامت کے ظاہر و محو ہوا ہوتے ہیں اور جب امام صاحب شوکت ہو جائے تو پھر ظاہر ہو جاتا ہے دگوا اوعلمے امامت ظاہری حالات و اسباب کے اقتضا کا تابع ہے پھر محمد مکتوم کے بعد ان کے بیٹے جعفر صادق پھر ان کے لڑکے محمد مجیب جو آخری

مستور ہیں پھر عبداللہ جہدی کا مرہیں ابو عبد اللہ شیعہ ان کا داعی تھا۔ جہدی مذکور سجدہ سہ کی قید میں تھا۔ اس کو وہاں سے نکالا اور چند روز میں جہدی قیردان اور مغرب کا مالک بن گیا۔ اس فرقہ کو بالطنیہ کہا جاتا ہے اور عام طور پر لوگ انہیں ملاحدہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس فرقہ کے مفصل حالات تاہم صریح کے اوراق میں موجود ہیں۔ فرقہ امامیہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے بعد امام موسیٰ کاظم اور ان کے بعد حضرت علی رضا کو امام مانتے ہیں جن کو مامون عباسی نے اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا۔ ان کے بعد پھر ان کے بیٹے محمد تقی پھر ان کے بیٹے محمد حسن العسکری پھر ان کے فرزند امام محمد المہدی امام منتظر منصب امامت پر فائز ہوئے شیعہوں کے یہ مذاہب جو مشہور ہیں ہم نے مختصر بیان کئے ہیں۔ ان میں پھر ہر ایک میں باہم بہت کچھ اختلاف ہے جس کے لئے مستقل کتاب چاہیے اگر بالتفصیل دیکھنے ہوں تو ان حزم اور شہرستانی کی کتاب الملل والنحل کو دیکھنا چاہیے۔ یہ مشتے از خروار ناظرین کے انداز سے کے لئے درج کی گئی ہے کہ جو چیزیں بجانب اللہ منصوص ہوں اور اصول دین میں داخل ہوں اس قدر اختلاف ان کی شان سے قطعاً بعید ہے پھر ایک وقت میں وہ درج ان امامت کے آپس میں مناظرے اس سے زیادہ عجیب ہیں۔

کوئی اختلاف نا جائز ہے

مندرجہ بالا قسم کا اختلاف فقہیاً اختلاف امتی رحمتہ کے برعکس ہے کیونکہ جو اختلاف اصول پر متحدہ متفق

ہونے کے بعد محض فرعی اور بوجہ دلیل عقلی و شرعی کے پیدا ہو  
اور اس کا مشنا محض تمیز فی الدین اور تفقہ فی العلم ہو۔ اور  
مخالفت کی تفسیق و تخریب تک نہ ہو تو ایسا اختلاف مسلمانوں کے  
لئے باعث رحمت ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ  
علیہم اجمعین کا مسائل فقہیہ فرعیہ میں یا دیگر فقہاء اسلام  
اولیٰ دین کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے  
اختلاف کے متعلق اختلاف اہل حق رحمۃ۔ اور باہم اقتدیم  
اختدیم۔ ارشاد فرمایا ہے تاکہ جس صحابی یا امام کے  
قول پر مسلمان عمل کر لے مسلمان رہے اور دوسرے  
کو بھی مسلمان سمجھا رہے۔ ایک دوسرے کے پیچھے نماز  
جائز سمجھے۔ احتجاج طبرسی نے ص ۱۸ میں حضرت  
امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما وجدتم  
فی کتاب اللہ عز وجل فاعملوا لکم بہ ولا عذر لکم فی  
فی ترکہ وما لم یکن فی کتاب اللہ عز وجل کلمات  
فی منیۃ منی فلا عذر لکم فی ترک سنتی وما لم یکن  
فیہ سنت منی فما قال اصحابی فقلوا انما مثل اصحابی  
فیکم مثل النجوم باہما اخذوا ہتدی و باہی تاویل  
اصحابی اخذتم اخذتم اہتدیتم و اختلاف اصحابی  
لکم رحمۃ (ترجمہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
جو اللہ کی کتاب میں مل جائے اس پر عمل کرنا تمہارے  
لئے لازم ہے۔ اور اس کے ترک کرنے میں تمہارا کوئی  
عذر مقبول نہ ہوگا۔ اور جو چیز قرآن میں نہ ہو لیکن میری  
سنت میں مل جائے تو اس کے ترک کرنے میں بھی تمہارا  
کوئی عذر نہ سنا جائے گا پھر جو بات میرے صحابی کہیں

تم اس کے قائل ہو جاؤ۔ کیونکہ میرے صحابی کی مثال تم  
میں ستاروں کی مانند ہے جس ستارے کو سامنے رکھ  
لو راستہ مل جائے گا۔ اسی طرح میرے صحابہ کے جہ قول  
پر عمل کر لیا جائے ہدایت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور میرے  
صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے باعث رحمت ہے

اس عبارت میں صراحت اصول دین کی وضاحت فرمادی  
گئی اور حکم دیا گیا کہ قرآن و سنت پر عمل کرنا مسلمان کی  
نجات کے لئے ضروری ہے۔ اور صحابہ کرام کے مختلف فیہ  
مسئلہ میں مسلمان کے لئے رخصت ہے۔ کہ جس کے قول پر  
عمل کر لے گا ہدایت حاصل ہو جائے گی یہی اختلاف  
باعث رحمت ہے۔ کہ مسلمان اہل سنت میں سے کسی صورت  
پر عمل کرنے سے خارج نہیں ہوتا۔ اور جن لوگوں نے  
جماعت حق اہل سنت سے انحراف کر کے ڈیڑھ اور اینٹ  
کی مسجد الگ بنائی ہے۔ وہ دنیا و آخرت میں فاسد و  
خائب رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو

نصالح ابن بابویہ مطبوعہ ایران جلد ۲ ص ۱۸۱ قال  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احق ستفترق علی  
بشعین و سبعین فرقہ بھلک احدی رتبہ و تخلص  
فرقۃ قالوا یا رسول اللہ من تھلک الفرقۃ قال الجماعۃ  
الجماعۃ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری  
امت ۷۲ فرقوں میں منقسم ہوگی جن میں سے ۱۱ ہلاک  
ہوں گے۔ اور ایک فرقہ ناجیہ ہوگا۔ لوگوں نے دریافت  
کیا کہ وہ کون سا فرقہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ صاحب  
جماعت ہے تین دفعہ اس کلمہ کو دہرایا۔

اس سے زیادہ عجیب احتجاج طبرسی ص ۱۸ میں

منہم الا ما کان لی انہم ما اتکوا علی اللامکات  
 نقالوا نحن شیعۃ علی ما انما شیعۃ علی من صدق  
 تولد فعلہ وترجمہ حضرت ابوالحسن علیہ السلام نے  
 فرمایا۔ اگر میں اپنے شیعوں کو علیحدہ کروں تو تم بغیر  
 کرنے والوں کو پاؤں گا۔ اور اگر امتحان کرنے  
 لگ جاؤں تو سب کے سب مرتد ہو جائیں۔ اور اگر  
 اس سے زیادہ خالص کروں تو ہزار میں سے ایک  
 بھی ایک بھی مخلص نہ نکلے گا۔ اور اگر تحقیق و تدقیق کی  
 جھلنی لے کر چھاننا شروع کر دوں تو ایک بھی باقی نہ  
 رہے۔ تحقیق وہ تو مندوب پر تکیہ لگا کر فقط یہی کہتے رہتے  
 ہیں کہ ہم شیعیان علی ہیں حالانکہ حضرت علی کا شیعہ ہی  
 سکتا ہے جس کے قول کی عمل سے تصدیق ہو سکے یعنی  
 جو کسے کر کے دکھائے۔

و خیر الختام قول ائمۃ اہل بیت الکرام علی  
 افواہ الکاذبین اللہام والے اللہ المرحوم وہ  
 الاعتصام۔

چھٹا ثلثۃ عشر فرقۃ من اختلاف السبعین فرقۃ کلما  
 تنقل مودتی وحبی واحدۃ منافی الجنتہ وھی الخط  
 الاوسط واثنا عشر فی الناس یعنی تہتر فرقوں میں سے  
 تیرہ فرقے ہمدی محبت اور دوستی کا دم بھرتے ہیں۔  
 ان میں سے صرف ایک جنت میں جائے گا۔ جو دیرانی  
 حالت میں ہے اور بارہ دوزخ میں۔ فروع کافی ج ۳  
 کتاب الروضۃ سے بھی اس روایت کی تائید ہوتی  
 ہے جس میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ ساٹھ فرقے باقی  
 تمام لوگوں سے اور بارہ فرقے صرف ہم سے یعنی  
 شیعوں سے دوزخ میں جائیں گے۔ ان سب قیامات  
 سے زیادہ اعجب فروع کافی کی وہ روایت ہے جو ص ۱۰  
 کتاب الروضۃ میں ہے عن محمد بن سلیمان عن  
 ابراہیم بن عبد اللہ الصوفی قال حدثنی موسیٰ بن  
 بکر الواسطی قال قال لی ابوالحسن علیہ السلام لو  
 میزت شیعی ما وجدتم الا ادا صفتہ و لو اکتفیت  
 لما وجدتم الا مرئیت و لو اکتفیت لما خلت من الا  
 ولحد و لو غر بتم لحدین

قادیانی ہدیان کا مرزا قادیانی کی اوٹ پناہنگ  
 انداز میں بے نقاب کیا گیا ہے۔  
 قیمت دو آنے (۲)  
 محصول ڈاک پدمہ خریدار۔

حقیقت مرزائیت کا مؤلف مولوی عبد الکریم صاحب  
 کیا ہلہ سابق بیخ مرزائیت  
 کہہ کر مجیدی نے اس کتاب کے ذریعہ مرزائیت کی لٹکا  
 ڈھاکر رکھ دی ہے قابل دید کتاب ہے  
 قیمت صرف ۸

پیرزادہ ابو الفضل محمد ہار الحق قادیانی دروازہ امرتسر

# سبک دھڑا دھڑا کی صرف ایک ہی خبر دی تھیں؟

جامعہ نگر (ڈیرہ) جناب مولوی محمد امین صاحب جھنگوی

اما بعد قالہ اللہ تبارک و تعالیٰ فی قرآن المجید اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا ایہا النبی قل کا ذوا جک و بنتک و نساء المؤمنین یدنین علیہن من جلا بیعن لیکلک ادنی ان یعرفن فلا یوذبن ذکاں اللہ غفوراً رحیماً۔ (س ۲۲ - پ ۱ - اول - ۲۳)

جاں فدا کرنا ہے اسم مرتضیٰ کو دیکھ کر  
پیشیا ہے واقعات کر بلا کو دیکھ کر  
دوتے ہیں مومن تیری آہ و بکا کو دیکھ کر  
حق سے توجو پھر گیا حکم خدا کو دیکھ کر  
بھولا جاتا ہے تو حکم کبریا کو دیکھ کر  
مصطفیٰ بیزار ہیں تیرے دغا کو دیکھ کر  
سخت مدغیدہ ہیں وہ تجھ ناسزا کو دیکھ کر  
اور تیرے نام کی جب و وف کو دیکھ کر  
قول پیغمبر و قول مرتضیٰ کو دیکھ کر  
غور کہ کچھ دل میں اقوال ہدیٰ کو دیکھ کر  
یاک ارشاد رسول مجتبیٰ کو دیکھ کر  
حکم مولیٰ قول غزالا نبیاء کو دیکھ کر  
مان لے قول امامان ہدیٰ کو دیکھ کر  
سرور کونین کے شرم و حیا کو دیکھ کر  
کیا کہے گاشا رفع روز جزا کو دیکھ کر  
روز محشر سرد و ہر دوسرا کو دیکھ کر  
معزز سید صاحب کاوث درج کر دیں گا۔  
بعدہ سلسلہ وار میں قسطوں میں اس کی تردید خواہ

گرچہ قرباں ہے تو نام مصطفیٰ کو دیکھ کر  
خوں کے آنسو بہتا ہے غم شبیر میں  
ما تم آل عبا میں رات دن مصروف ہے  
پر سب تیرے عمل مطلق مہیا کاری کے ہیں  
دعویٰ حب نبی اولاد احمد کا نگہ  
باپ سے پیار اور اس کی برکات سے رخ و نقض  
یا نہاں سے ہے بہتر دشمن دانا سدا  
مرتضیٰ نامراض ہیں تیرا عقیدہ دیکھ کر  
سچ بتا تو ہی کلام کبریا کو دیکھ کر  
دختران مصطفیٰ کیا چاہتیں یا ایک تھی  
کیوں ہے منکر باقی تینوں دختران پاک سے  
توبہ کر دل سے دیر توبہ ہے وایتیرے لئے  
مصطفیٰ کی چارہ صا جزا دیاں تمہیں واقعی  
توبہ استغفار پڑھ کچھ کر حیا بہر خدا  
ایک دن پچھتائے گا اپنے نبی کے سامنے  
سخت ہی نادم رہے گا اور کیا دے گا جواب  
معزز حضرات میں اس مضمون کو تین قسطوں میں  
تقریر کروں گا۔ اول قسط میں لپٹھ علاقہ کے ایک

کتب معتبرہ شیعہ کر کے اپنے دودھ و کردہ مضمون سے  
سجکدوش ہوں گا۔ وہ نوٹ یہ ہے :-

”سنی لوگ خدا کے پیارے نبی اور نبی اللہ کی  
پیادہ ی یحییٰ کی پیادہ کو جہنم کرتے ہیں سو اسے  
جناب سیدہ علیہا السلام کے جناب خیر الرسل کی برگز  
اور کوئی صاحبزادی نہ تھی حضرت خدیجہ کی تین  
پہلی لڑکیں کفار کے نطفہ سے تھیں جو کافروں  
سے بیاہ گئیں۔ جناب سرور عالم قوم کے انجمن  
سید اور خدا کے چیدہ اور برگزیدہ پیغمبر تھے۔  
پیغمبر اپنے امتی کو ناطہ نہیں دے سکتا۔ اور سیدہ القوم  
غیر سادات کے لئے کافروں اور امتیوں کو  
میٹیاں دینا اور لینا نہایت ہی ناقابلِ برداشت  
عدمہ سخت شرم اور کمال ہتک ہے۔ جو دین نبوی  
کی توہین اور اسلام کے لئے تنگ و عار کا موجب  
ہے۔ اگر بالفرض ہمارے رسول مقبول کی چار  
صاحبزادیاں جو نہیں تو مباہلہ کے ناذک معرکہ  
میں ضرور شامل ہوتیں۔ ہاں اگر قرآن کریم میں  
خالق حقیقی نے اپنے محبوب کی ایک سے زیادہ  
لڑکیاں بیان کی ہوں یا احادیث یا بیان کردہ  
اقوال ائمہ اور کتب تواریخ کا مؤلفہ شیعہ محض  
میں اس کا کچھ ثبوت مل سکتا ہے تو ہم تسلیم کرنے  
کو تیار ہیں“

جناب سید عالم کی چار صاحبزادیاں جو نا  
ایک سچا اور تاریخی مسئلہ ہے جس سے غیر متعصب  
شیعہ علماء اور مؤرخین کو ہرگز انکار نہیں۔ مگر

تاریخ اسلام سے ناواقف متعصب شیعہ اس مسئلہ  
کو ہرگز ماننے کے لئے تیار نہیں ہاں سب سے  
پیادہ سے حرم محترم کی بدوح اور بدید عالم کی روح  
کو سخت تکلیف دینے میں لیل و نہار کوشاں ہیں

### مسئلہ رشتہ و ناطہ

سب سے پہلے مسئلہ رشتہ و ناطہ کو بالوضاحت  
پیش کیا جائے تو بہتر ہوگا۔ معاذ یہ بھی ثابت ہو جائیگا  
کہ سرور عالم نے فرق ذات و ناطہ اور خلیج بیخ اسٹل  
ادنیٰ کو دودھ کر کے باہمی رشتے ناطہ کس طرح کھانہ  
کرائے اور نہایت حقرون میں صحابہ کرام و تبع تابعین  
نے کس طرح اسوۂ حسنہ پر عمل کر کے کھانے والی نسلیں  
کے لئے طریق عمل چھوڑا۔

(۱) جناب سرور عالم نے اپنے حقیقی چچا کی بیٹی کا نکاح  
مقداد غلام کے ساتھ خود باندھا۔ (اخبار اتم ضلع)  
(۲) امام جعفر صادق سے مروی ہے۔ جناب رسول  
خدا نے تحقیق شادی کر دی۔ ضیاعہ دختر زہیر بن  
عبدالمطلب کی غلام مقداد کے ساتھ تاکہ ایسے نکاحوں  
کا رواج ہو جائے۔ مادامت اس مثال کی تقلید کر  
اور یہ سمجھ کر اللہ کے نزدیک وہی اگر ہے جو حقیقی  
ہے۔ (فروع کافی ج ۲ ص ۱۳)

(۳) حضرت ابابکر صدیق کے فرزند محمد کی پوتی ام فروہ  
امام محمد باقر کے نکاح میں داخل ہوئیں جن سے امام  
جعفر صادق متولد ہوئے۔

(سیرت النبی ص ۹۰۔ تاریخ آل مجاد ص ۵)

(۵) ام اسحق دختر طلحہ بن حیدر بن جعدہ کے ساتھ امام حسن کا نکاح ہوا۔ (اخبار راقم ص ۲)

(۵) امام علی رضی اللہ عنہ نے ام حبیبہ دختر طلحہ بن جعدہ خلیفہ ہند و بنو امیہ کے ساتھ نکاح کیا۔

(تاریخ آل عباس ص ۶)

(۶) ام الفضل بنت مامون امام محمد تقی کے عقد میں آئیں۔ (اخبار راقم ص ۲)

(۷) اسماء بنت عمیس زوجہ جعفر طیار کے ساتھ حضرت صدیق نے عقد کیا۔ بعدہ حضرت علیؑ نے ان سے عقد کیا۔ (تہذیب المتین ج ۲ ص ۳۲)

(۸) سیدہ نفیسہ دختر زید بن حسن نے ولید بن عبد الملک کے ساتھ خود جا کر نکاح کیا۔

(عمدة الطالب ص ۶)

(۹) حضرت عثمان کے پوتے عبد اللہ کے ساتھ بعد از حسن مثنیٰ حضرت فاطمہ دختر حسین علیہ السلام کا عقد ہوا۔ (ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۱۴۱)

مذکورہ بالا حوالجات سے معلوم ہوا کہ سرور عالم نے اپنی حیات میں فرق ذات پاہ کو دور کر کے انوث اسلامی کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت صدیق و عمر کی لڑکیوں سے نکاح کیا اور حضرت عثمان کو نیکنے بعد دیگرے اور مولانا علی کو تخت جگر کا نکاح بخش نفیس محمد کر دیا۔

## جواب اعتراض

اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت فاطمہ کے سوائے

باقی تین لڑکیاں رجبہ تھیں یعنی (بچپنگ) اس اعتراض کے دفع میں ان کی کتابوں سے (دو قرآن) پیش کرتا ہوں جس سے صراحت معلوم ہوگا کہ ان حضرات کے مؤرخین نے سرے سے حضرت خدیجہ کے چھٹے نکاحوں کو کافور کیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت خدیجہ بحالت بکر حضرت سرور عالم کے عقد میں آئیں تو رجبہ والا اعتراض خود بخود اڑ گیا۔

(۱) شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ حضرت نے جب خدیجہ سے نکاح کیا تو وہ باکرہ تھیں حضرت سے پہلے دوسرے شوہر کے ساتھ عقد نہیں کیا تھا۔

(شفاء الصدور و الکوب ج ۲ ص ۹۱۹)

(۲) سید مرتضیٰ و شیخ طوسی روایت کر رہے ہیں کہ چول حضرت خدیجہ رات زوج محمد واد باکرہ بود و بعد شوہر دیگر پیش آنحضرت بدینا بدہ بود۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۷۶)

(۳) سید المرتضیٰ و شیخ طوسی نے روایت کی ہے جب حضرت خدیجہ نے حضرت سے نکاح کیا تو باکرہ تھیں حضرت سے پہلے کسی شوہر سے عقد نہیں کیا تھا۔ اس حوالہ سے معلوم ہوا جب خدیجہ نے اور کسی سے نکاح بھی نہیں کیا تو رجبہ اولاد بنائیے ثبوت ہوگا۔

## اعتصام بالکتاب

یا ایہا النبی قل لا زادنا جلد ہنا تک و نہ الامین  
ت بحوالہ ترجمہ شیعہ مفسرین اسے مجید طلحہ مرتبہ کہہ  
تو واسطے عورتوں اپنی گئے اور بیٹیوں اپنی گئے اور



عورتوں ٹومنین کے (تفسیر عمدۃ البیان ج ۳ ص ۷۷)  
 (۲) اے بنی تم اپنی ازواج سے اور اپنی بیٹیوں سے  
 اور اہل ایمان کی عورتوں سے یہ کہہ دو۔

(ترجمہ قبول احمد دہلوی)

اس آیت میں جملہ ٹومنین کی عورت کے لئے  
 بالعموم اور جناب رسول خدا کی ازواج اور  
 صاحبزادیوں کے لئے بالخصوص پردہ کے لئے  
 ارشاد خدا ہے: بنت واحد پرہتے تنہیہ پر  
 بنات جمع پر شامل ہے۔

بنات جمع تعدادی کا صیغہ ہے جو دو سے زیادہ  
 پر شامل ہے۔ سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ غی  
 کریم کی دو سے زیادہ صاحبزادیاں تھیں۔ اگر ایک  
 ہوتی تو لفظ بنات کی جگہ لفظ بنت وارد ہوتا ورنہ  
 یہ کلمہ نخل بالفساحت ہوگا مگر جمع واحد ہوا و صیغہ  
 جمع کا مضنا ہو۔ لفظ ازواج و نسائے صافات  
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ صیغہ بھی جمع تعدادی کا ہے ورنہ  
 ازواج و نساء سے فرد واحد مراد ہوگا جو صراحتہً  
 غلط ہے۔ اگر کہا جائے کہ صیغہ جمع تعظیم کے لئے  
 وارد ہے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا جب سرور عالم  
 کے لئے ابتداً آیت میں لفظ البنی کا ہے۔ اور آپ  
 کی صاحبزادی کے لئے صیغہ بنات کا یعنی جمع کا  
 اس اقتقاد کے مطابق یہاں یا ایہا الانبیاء  
 ہونا چاہیے تھا معلوم ہوا معترض کی محض خوش اعتقادی  
 ہے۔ جب سرور عالم کو قرآن میں خطاب بلفظ  
 ک و قل ہے اور یہ مرجع واحد کو چاہتے ہیں تو

معلوم ہوا حضرت سید البشر کی صاحبزادی کسی حالت  
 میں باپ سے فضیلت میں زیادہ نہیں رکلام خدا میں  
 حضرت مریم کے لئے ارشاد ہے: واصطفینک علی  
 نساء العالمین (ت) برگزیدہ کیا تجھ کو اوپر عورتوں  
 عالم کے۔ جہاں کی برگزیدہ عورت کے لئے صیغہ واحد  
 باتصال ضمیر واحد وارو ہے تو یہاں محض تعظیم کے  
 لئے صیغہ جمع وارد نہیں ہو سکتا۔ قال یا قوم  
 ہولاء بناتی من اطہرکم (۲) قالوا لقد  
 علمت ما لانہی بنتک من الحق (۱) حضرت لوط نے  
 کہا اے قوم میری بیٹیاں میری کہ پاک اور پاکیزہ تو  
 ہیں واسطے تمہارے عمدۃ البیان ج ۳ ص ۷۷ (۲) البہول  
 نے کہا البتہ تحقیق جانا ہے تو نے نہیں ہے واسطے ہمارے  
 بیچ بیٹیوں پیری کے کوئی حاجت (تفسیر کور ج ۲ ص ۷۷)  
 اس اعتقاد ہی بنا پر حضرت لوط کی ایک بیٹی ماننی پڑی  
 حالانکہ یہ صراحتہً خلاف تاریخ ہے۔

ام لہ البنت ولکہ البنون۔ یا واسطے اس خدا کے  
 بیٹیاں اور واسطے تمہارے بیٹے ہیں (عمدۃ البیان  
 ص ۷۷) اس آیت سے اگر ایک لڑکی مراد لی جائے  
 تو آیت کا معنی تبدیل ہو جاتا ہے۔ جو جم غفیم ہے  
 جب خود پیشینہ حضرات کے مفسرین و مترجمین نے  
 اپنے تراجم میں بنات کا معنی بیٹیاں کیا ہے تو کیوں  
 آپ ضد کو ترک کر کے حق سے چشم پوشی کرتے  
 ہیں اور روح مبارک کو ایذا پہنچاتے ہیں۔

(باقی)

## مقدمہ و تبصرہ مضامین جمال الدین افغانی ارشادات جمال الدین افغانی

سید جمال الدین افغانی رضوی القسری  
کے اواخر کے ان اعظم جمال احمد اکابر ملت میں سے  
ایک ممتاز ہستی ہیں جنہوں نے مشرق کو بیدار کیا۔ اور  
مسلمانوں میں صحیح اسلامی روح پھونکنے اور مذہب و  
ملت کی صحیح عورت سلوٹھام دینے میں اپنی عمر عزیز صرف  
کی۔ اسلامی ممالک میں پھر پھر کر آپ نے قابل دستند  
ہم شخص کو منتخب کیا۔ اور ان کو ایسی تعلیم و تربیت  
دی کہ وہ افغانی کے افکار و خیالات کے انوار سے  
مستیر ہو کر ان میں سے ہر ایک اپنے وطن میں مسلمان  
قوم کے لئے ایک منار ہدایت اور مشعل راہ بنادان  
کی عملی جدوجہد اور اصلاح و انقلاب کی تھم دیری  
افغانستان مصر ایران اور ترکی ہر ایک ملک میں یکے  
بعد دیگرے جاری ہوئی مختلف ممالک اسلامیہ میں اصلاحی  
کام کرنے اور اپنے افکار کو پھیلانے کے بعد ۱۸۸۵ء میں  
جمال الدین افغانی لندن پہنچے اور چند دن کے بعد پیرس  
جا کر قیام کیا۔ اور وہاں سے مختلف رسائل اخبارات  
میں مضامین علمیہ کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا۔ اور  
چند ماہ کے قیام کے بعد ان کے رفیق اور مخلص شاگرد  
شیخ محمد عبدہ اور محمد زکریا بھی پیس جا پہنچے۔ ان  
پر جوش اور مخلص تلامذہ اور چند اور رفقا کی محبت  
میں افغانی نے "جمیۃ العروۃ الوثقیٰ الجبریتہ" کے

نام سے ایک جماعت قائم کی۔ اور العروۃ الوثقیٰ  
کے نام سے ایک مفتہ واد جریہ شائع کیا۔  
اس رسالہ کے چند اہم مقالات کا اردو ترجمہ "مضامین  
جمال الدین افغانی" کے نام سے ہمارے محترم دوست  
مولانا حافظ عبدالقدوس صاحب قاسمی فاضل  
دیوبند مولوی فاضل ونشی فاضل پروفیسر ادارہ السنہ  
شرقیہ امرتسر نے کیا ہے جس کو ادارہ فروغ اردو لاہور  
نے نہایت بہتر انداز سے عمدہ کاغذ پر شائع کیا ہے۔ اور  
سید جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض دوسرے  
ایسے مقالات کا جن کا تعلق ہندوستانی سیاسیات  
زیادہ ہے مولانا موصوف نے "ارشادات جمال الدین" کے نام  
سے اردو ترجمہ کیا ہے اس دوسرے مجموعہ "ارشادات" کو بھی ادارہ  
فروغ اردو لاہور سچترین کتب و طباعت اور عمدہ کاغذ پر شائع  
کر کے ایک بہترین علمی خدمت سر انجام دی ہے ضرورت ہے کہ اس  
اسلامی کے اس بے نظیر داعی اور انیسویں صدی کی تاریخ مشرق  
اس زعمیم عظیم اور ممتاز ترین شخصیت کے افکار و خیالات  
استفادہ کیا جائے اور مسلمان بعدد ووق و شوق ان  
مضامین ارشادات کو مطالعہ کر کے موجودہ نازک دور میں اپنے  
لئے صحیح طریق راہ متعین کریں۔

مضامین جمال الدین مجلد ۱۸ ارشادات جمال الدین مجلد ۱۸  
لئے کاغذ: کتب خانہ سعیدیہ جامع مسجد بصرہ

# تبلیغی کتب

**جام حیات** حیات بعد موت کے علم مسائل قرآن کیم اور حدیث نبوی علیہ السلام کی روشنی میں ایک جامع اور دل آزا نامہ طرز تقریر سے مبرا کتاب تحریر کرائی گئی ہے جو

کہ ہر دوزخین کیلئے حاصل ہدایت ثابت ہو سکتی ہے حضرت مولانا محمد راجہ صاحب مرحوم نے یہ کتاب مولانا محمد حسین صاحب شوق سابق صدر المدرسین دارالعلوم عربیہ سے اپنی زیر نگرانی تحریر کرائی تھی جو کہ اب کاغذ کی گرانی کے باوجود طبع کرائی گئی ہے کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت صرف ۹۰ محمولہ اک ۱۔

**قائدان حسین** اس میں نہایت تحقیقانہ طریقہ سے حضرت علامہ نے ثابت کیا گیا ہے کہ رسول خدا کے نواسے اور حضرت علی کے نعت جگر حضرت حسینؑ کو کہ بلا میں بلا کر طرح طرح کے مظالم میں مبتلا اور نہایت یرحمی سے شہید کرنے والے شیعہ اور پیشوا یا مذہب شیعہ تھے اس کتاب کو ضرور دیکھئے تاکہ شیعہوں کی شیعیت کی حقیقت کھل جائے صفحات ۹۶ کتاب دلفریب طباعت دیدہ زیب کاغذ و نیز قیمت دس آنہ محمولہ اک ۱۔

**آخری پیغام حق** حضرت مولانا ظہور احمد صاحب مجیدی رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تقریر جو پہلے شعل اسلام کے صفحات پر جلوہ گر ہو چکی ہے اب امید سے زیادہ مقبول ہو چکی ہے عام افادہ کیلئے کتابی شکل میں یہ ناظرین کی کئی آخری پیغام حق کے حلق حضرت سجادہ نشین تونسہ شریف تحریر فرماتے ہیں۔

”حضرت کرم منور کے آخری کلمات نصائح نہایت ہی گوہر ہے بہا میں اور ناظرین کی ہدایت کے لئے مشعل راہ ہیں۔“

قیمت دس آنہ محمولہ اک ۱۔

**کشف التسلیس** مصنفہ مولانا سید لایت حسین شاہ قادری

یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ ”نور ایمان“ کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر نذر ہستی نوجوانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے شیعوں کو دوسری طرف سے سینوں میں محنت تقسیم ہوتا رہتا ہے شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے جذبہ پراپی میں لکھی گئی اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مظالم اور جوابات دیئے گئے ہیں حصہ دوم حصہ سوم حصہ چہارم حصہ ختم ہو چکا ہے) ہر دو حصہ طلب کرتے ہیں ۲۰ روپے دو محمولہ اک ۱۔

**سبح اسماء** جس میں مرثیے کا دیباچہ کے اپنے قلم بہر حق اسمانی سے اس کے سوانح و عقائد و عبادات و معاملات کا نامے تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں علامہ اذیں خلیفہ نور الدین اور مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مشہور عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں اس کتاب نے مرثیوں کا ناطق بند کر دیا ہے قیمت ۸۰ محمولہ اک ۱۔

**فیصلہ شرعیہ بر حرمت تعزیہ** یہ کتاب حضرت مولانا دام برکاتہم سابق خطیب جامع قادیان پورہ کی تصنیف ہے جس میں آپ نے تعزیہ مردہ پر سیر کر بکشت کی ہے کتاب کاغذ انشی سے زیادہ معتبر کتابیں ہیں اور تقریباً ۲۰ مختلف مجلس درج ہیں جنہیں ضمنی طور پر کثیر التعداد اور ضروری مسائل بھی آگئے ہیں حضرت موصوف نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ معتبرہ تفاسیر شداولہ تصریحاً ساتھ کرام قادیانیات علماء اعلام و مجتہدین عظام سے تعزیہ کی حرمت بیان کرنے کے علاوہ دس عقلی دلیلیں بھی تعزیہ مردہ کے حرام ہونے پر قائم کی ہیں اور اہم حضرت کے جو اذ تعزیہ کی ۲۲ دلیلوں کے استی سے زیادہ جواب دیئے ہیں اور یہی بیان کیا ہے کہ ائمہ کرام سب اہلسنت والجماعت تھے نہ کہ شیعہ بلکہ وہ شیعہ ہونے سے

# سیدنا محمد و آلہٖ وسلم

پھر تھے اور یہ کہ کون سے سادات حق احرار و مستضعفین اور  
مذہب محرم میں کیا کرنا چاہئے یہ سب مستقل و مستقل کتاب ہے۔  
جن کے پڑھنے سے ایک سمجھنا مستعد و آلا بھی اس مسئلہ  
پر مکمل طور پر گفتگو کر سکتا ہے کا قدرہ لکھا ہے یہاں پر یہ  
مقالات قریباً دو سو صفحات قیمت صرف ۲۰ روپے کا ملا۔  
نور اللغات و لغت مولانا حکیم حافظ عبد الرسول صاحب  
تالیف و تفسیر (مکتبہ) بھروی اس کتاب میں مرثا قادیانی  
کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے مرفیائے  
کرام پر کئے تھے قیمت صرف ۲۰ روپے کا ایک ۱۔

اجتناب الخبیثات اس رسالہ میں حدیث و احادیث اسلام کے  
اجتناب الخبیثات قادیانی جمع کئے گئے ہیں جن میں دلائل  
و انجواد و براہین قاطعہ سے فرقہ و افق و مرزائیہ کا انکار  
اور رافضی و مرزائی سے شنی عورت کا کاح ناجائز ثابت  
کیا گیا ہے۔ حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت ۲۰ روپے کا ایک ۱۔  
تحفہ میرزا امیر علی جریہ شمس الاسلام کے جریہ شمس  
کا ایڈیٹر جو قادیانیوں کے نام سے  
موسوم ہوا تھا اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے  
دو میں درج ہوئے ہیں۔ قیمت ۲۰ روپے کا ایک ۱۔  
حقیقت کشیج مولانا میر تقی شاہ صاحب مذہب شیعہ کے  
سرلسٹہ رازوں کا انکشاف قیمت ۱۰۔

ہدایات القرآن (علیائوں کے مشہور مدار حقائق و  
مرزائیوں کے مغالطہ بھی دو دو جگہ ہیں عیسائی لکھوں کی  
قدادیں حقائق قرآن کو سب مٹا دیتے ہیں۔ لکھنا  
ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے۔ فی الواقع  
ایمان خیروری و ندوۃ خاساری (مکتبہ) بھروی اس کتاب کی

امامی قیامت ایک اہم  
مطلوبہ قوس اس کتاب میں مسند احمد  
میں ان کے نظام و اصولی مسائل و مسائل بیان  
کئے گئے ہیں یہاں پر ان کے اچھوتوں کو اسلام کی رحمت  
کے تحت ۵۔

اسلامی جہاد (مکتبہ) بھروی اس کتاب میں  
انصار پابیل سے آئے ان کی رحمت پر خطاب و خطبہ  
کی حقیقت اور فوج محمدی کے نصب العین کو روح کی  
اور عہد حاضر کی بعض خطہ فکری تنظیموں سے  
کیا گیا ہے۔ از مولانا خلیفہ احمد صاحب بکری امیر کلاس  
طلبہ انصار مجید و قیمت ۲۰۔

خاکساری مذہب (مکتبہ) بھروی اس کتاب میں  
خاکساری مذہب کی تاریخ و ترقی و ترقی و ترقی  
میں شائع کر کے مسلمانوں کی ترقی کی گئی۔ انہوں نے  
صاحب بکری امیر مجلس حزب انصار مجید و قیمت ۲۰۔  
خاکساری مذہب (مکتبہ) بھروی اس کتاب میں  
جسکو چھوڑ کر ان کے مسلمانوں کی زبان شرعی و  
جسکو چھوڑ کر ان کے مسلمانوں کی زبان شرعی و  
مکتبہ بھروی اس کتاب میں مسلمانوں کی زبان شرعی و  
مکتبہ بھروی اس کتاب میں مسلمانوں کی زبان شرعی و